Scanned by CamScanner

فہرست

انتساب

استاذ عالی مرتبت، حامی سنت، ماحی بدعت، غیظ المنافقین، فوز الموافقین، عمدۃ المحققین، دافع اہل رفض وخروج حضرت مولانا بالفضل اولٰینا ابو الرضا

مقبول احمد رضوی حفظہ اللہ تعالیٰ عن کل ما یسیء کے نام

جن کے حکم سے یہ کتاب لکھی گئی۔

مؤلف

ابتدائیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدلله الذی کرم وجه علی المرتضیٰ فلم یزل محظوظا منه بعین الرضا والصلوٰۃ والسلام علی السید العلی الرضی الارضیٰ شفیع المذنبین یوم فصل القضاو علیٰ آله وصحبه بعدد کل من یاتی و مضیٰ۔امابعد:

حضرت سیدنا علی المرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی محبت ایمان، اور آپ سے بغض نفاق کی علامت ہے؛ جیسا کہ حدیث پاک میں اس طرف اشارہ کیا گیا۔

﴿ترمذی، کتاب المناقب ،باب مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنه،رقم 3736،"قال ابو عیسیٰ هذا حدیث حسن صحیح" ۔☆صحیح مسلم،رقم131۔

☆ابن ماجه،رقم114۔☆مسند حمیدی،رقم58۔☆مسند احمد،رقم642۔

☆مسند ابو یعلی،رقم291﴾

لیکن آپ کی محبت میں افراط (حد سے بڑھنا) بھی ہلاکت کا سبب ہے اور یہ آپ ہی کا ارشاد گرامی ہے۔﴿فضائل الصحابة لاحمد بن حنبل،رقم951۔☆السنة لابن ابی عاصم،رقم987۔☆السنة لابی بکربن الخلال،رقم790۔☆اعتلال القلوب،رقم 372﴾

یہ بھی افراط ہی کے قبیل سے ہے کہ آپ کے فضائل میں خلاف حقیقت بے سروپا باتیں کی جائیں جیسے فی زمانہ آپ کی پیدائش کے بارے میں کی جارہی ہیں۔

آپ کی ولادت کعبہ میں ہوئی یا اپنے والد کے گھر؛ یہ ایک تاریخی بات تھی جسے افراط کی بھینٹ چڑھا دیا گیا ہے اور اس میں پیش پیش غیر محتاط واعظین وخطبا ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے اس طبقہ کے ایک صاحب ہمارے قصبہ میں تقریر کرنے آئے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ کرتے ہوئے کہنے لگے: ''جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا وقت قریب آیا تو آپ کی والدہ کو حکم ہوا اے مریم! میرے گھر (بیت المقدس) سے نکل جا۔ لیکن جب مولیٰ علی کی ولادت کا وقت آیا تو آپ کی والدہ کو حکم ہوا اے فاطمہ اندر آ جا! پھر یک لخت دیوار کعبہ شق ہوئی اور جناب فاطمہ اندر چلی گئیں۔ (لاحول ولا قوة الا بالله العلى العظيم) یہ روایت شاید آپ نے بھی سنی ہو! ایسی روایات کن لوگوں کی مرہونِ منت ہیں اور ان کا پس منظر کیا ہے؟ جاننے کے لیے تحفہء اثناعشریہ سے مکر نمبر﴿87﴾ کا مطالعہ کریں! یہاں صرف اتنی عرض ہے کہ یہ بات بالکل کمزور اور خلاف تاریخ ہونے کے ساتھ ''واهی محض ومخالف تواریخ است''۔ ﴿تحفه اثنا عشریه، کید هشتادو هفتم (۸۷)، در واقعه دوازدهم (۱۲)، ص 162، مکتبة الحقیقه ترکی 1408ھ﴾

اللہ تعالیٰ کے عزت ورفعت والے نبی سیدنا عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کی شان کے لائق ہے اور نہ ہی مزاج مرتضوی کے موافق۔

قرۃعینی و سکینة قلبی سیدنا مرتضٰی کریم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو اس شخص کے بارے، جو آپ کو شیخین کریمین (سیدنا صدیق اکبر وسیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما) پر فضیلت دیتا ہے، فرمایا: میں اس مفتری (بہتان لگانے والے)

کو بہتان کی حد(80 کوڑے) لگاؤں گا۔

❁فضائل الصحابة لاحمد بن حنبل،اسلام عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ،ج 1، ص294،رقم387،مؤسسۃ الرسالۃ بیروت،الطبعۃ الاولیٰ1403ھ۔☆السنۃ لعبداللہ بن احمد بن حنبل، قول اولاد علی رضی اللہ عنہ ،ج 2،ص562،رقم1312،دارابن القیم الدمام،الطبعۃ الاولیٰ1406ھ۔☆المؤتلف والمختلف للدار قطنی،باب حجل وحجل وحجل ،ج 2،ص807،دارالغرب الاسلامی بیروت، الطبعۃ الاولیٰ1406ھ۔☆السنۃ لابن ابی عاصم،باب ماروی عن علی رضی اللہ عنہ من تفضیلہ ابابکر وعمر.......،ج 2،ص575،رقم1219،باب فی ذکرالرافضۃاذلھم اللہ،رقم993،"اسنادہ حسن" ،المکتب الاسلامی بیروت،الطبعۃالاولیٰ 1400ھ۔☆الاعتقاد والھدایۃ الی سبیل الرشادعلی مذھب السلف واصحاب الحدیث للبیھقی،باب اجتماع المسلمین علی بیعۃ ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ....،ص 358،دارالآفاق الجدیدۃبیروت، الطبعۃ الاولیٰ 1401ھ۔☆الکفایۃ فی علم الروایۃ للخطیب،باب فی الراوی یقول ثنا فلان اوفلان ،ص376،المکتبۃ العلمیہ مدینہ منورہ۔☆الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب لابن عبدالبر،ذکر عبداللہ بن ابی قحافہ رضی اللہ عنھما،ص 434،رقم1490،دارالمعرفۃبیروت، الطبعۃ الاولیٰ 1427ھ۔☆مختصر تاریخ دمشق لابن منظور،عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ،ج 19،ص20،دارالفکر دمشق،الطبعۃ الاولیٰ1402ھ۔☆الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ ،الفصل الرابع فی اسلامہ ذکربدء اسلامہ،ج 1،ص90،دارالکتب العلمیہ بیروت۔☆الصواعق المحرقۃ علیٰ اھل الرفض والضلال والزندقۃ،الفصل الاول فی ذکر افضلیتھم علیٰ ھذاالترتیب،ج 1،ص177،الفصل الثانی فی ذکر فضائل ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ......ج 1،ص196،مؤسسۃ الرسالۃ بیروت،الطبعۃالاولیٰ

1417ھ۔☆العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ، ج 29، ص367، رضا فاونڈیشن لاہور، 1426ھ۔☆مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین لامام احمد رضا، تبصرہ عاشرہ، ص 143، مکتبہ بہار شریعت لاہور، 1431ھ۔☆مسند امیر المؤمنین ابی حفص عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ واقوالہ علی ابواب العلم لابن کثیر، کتاب الحدود، ج2، ص523، دار الوفاء المنصورہ، الطبعۃ الاولیٰ 1411ھ، "**ھذا اسناد جید قوی وفیہ دلالۃ علی عقوبۃ الشیعۃ**"......الخ﴾

غور کریں! جو ذات گرامی دو بزرگ صحابہ پر فضیلت پسند نہیں کرتی، کیا وہ یہ پسند کرے گی کہ اسے ایک صاحب کتاب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر فضیلت دینے کے لیے "من گھڑت" روایتیں بیان کی جائیں!!

صرف یہی نہیں اس کے علاوہ بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش کے بارے میں بہت ساری عجیب وغریب باتیں کی جاتی ہیں؛ اور ان تمام کا مدار صرف اس پر ہے کہ: آپ مولود کعبہ ہیں۔ آپ مولود کعبہ ہیں یا نہیں! یہ ایک تحقیق طلب امر تھا۔ الحمدللہ علی احسانہ وبفضل رسولہ ہم نے یہ بیڑا اٹھایا اور کافی محنت ومطالعہ کے بعد کسی نتیجہ پر پہنچے۔ یہ بات کہاں تک درست ہے؟ زیر نظر کتاب اسی تحقیق پر مبنی ہے۔

اس کتاب میں

☆حتی المقدور ہر بات باحوالہ لکھی ہے؛ کتاب کا پورا نام، باب، صفحہ، جلد، مطبع اور سن طباعت وغیرہ بھی لکھا ہے تاکہ اہل علم وتحقیق کو مراجعت میں آسانی رہے۔

☆حوالہ برحاشیہ نہیں، ہر بات کے ساتھ لکھا ہے؛ تاکہ بے اعتنائی کی بجائے اس سے مکمل استفادہ کیا جائے اور یاد رکھنے میں بھی آسانی ہو۔

☆ عربی و فارسی عبارات کے ساتھ، آسان ترجمہ و خلاصہ بھی لکھا ہے؛ تا کہ عام قاری بھی بات سمجھ جائے۔

☆ خَيْرُ الْكَلَامِ مَا قَلَّ وَدَلَّ (بہتر گفتگو وہ جو قلیل اور پُر دلیل ہو) کے پیش نظر، خلط مبحث اور بے جا طوالت سے احتراز کرتے ہوئے بعض مقامات پر عبارت ملتقطا، اور بعض جگہ صرف حوالہ نقل کرنے پر ہی اکتفا کیا ہے۔ نیز ابتدا میں ایک ہی مفہوم کی جو تینتیس (33) عبارتیں نقل کی ہیں، ان کا فرداً فرداً ترجمہ لکھنے کے بجائے آخر میں ایک ہی جگہ مفہوم بیان کر دیا ہے۔

☆ جن علما کی عبارات نقل کی ہیں ان میں سے اکثر کا پورا نام، ولدیت، کنیت، مشہور لقب اور سن وفات بھی لکھا ہے۔ نیز اس میں دیگر علما کے ساتھ حدیث، نسب اور تاریخ کے اجلہ ائمہ و حفاظ سے بھی استفادہ کیا ہے۔ الحمدلله ثم الحمدلله

اعتذار

اگر چہ صحت کا بہت خیال رکھا گیا ہے لیکن عوارض بشریہ سے بھی انکار نہیں؛ لہٰذا دوران مطالعہ اگر آپ کو کسی قسم کی غلطی نظر آئے تو ضرور مطلع فرمائیں ان شاء اللہ عزوجل شکریہ کے ساتھ اصلاح کرنے والا پائیں گے۔

ایک عرض!

ہم نے مہذب انداز میں علمی دلائل سے اپنا موقف بیان کیا ہے؛ اگر کسی صاحب علم کو اس سے اختلاف ہو تو اسے چاہئے کہ دلائل سے اظہار رائے کرے؛ ان شاء اللہ

ہم خیر مقدم کریں گے۔ اور اگر ویسے ہی کیچڑ اچھالنے کی سعی نامشکور کی، جیسے فی زمانہ معمول ہے؛ تو ہم بھی اس کا جواب، ''جواب آں غزل'' کے طور پر اسی لہجہ میں دینے پر مجبور ہوں گے۔ کیوں کہ ۔

وَبعض الحلم عند الجهل للذلة اذعان

وفي الشر نجاة حين لا ينجيك احسان

(مفہوم) **بعض اوقات کسی کی جہالت خاموشی سے برداشت کرلینا باعث ذلت ہوجاتا ہے اور جب احسان ونرم خوئی سے سامنے والا ناجائز فائدہ اٹھائے اور اسے سمجھانا نافع نہ ہو تو پھر کامیابی ''اینٹ کا جواب پتھر سے'' دینے سے ہی حاصل ہوتی ہے۔**

اللهم اليك فوضت امری واليك الجأت ظهری فاصلح لی شانی كله واغفرلی ذنبی دقه وجله۔ صلى الله تعالىٰ علىٰ خيرخلقه ونورعرشه وزينة فرشه وقاسم رزقه سيدنامحمد وعلى آله واصحابه اجمعين۔ آمين ثم آمين بجاه يٰس صلى الله تعالىٰ عليه وآله وسلم!

محمد لقمان

عفا عنہ الرحمان

11 ربیع الثانی 1432ھ

مولود کعبہ کون؟

اجلہ محدثین، فقہا، مفسرین، نسابین اور مؤرخین نے لکھا ہے کہ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھتیجے، صحابی رسول سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت خانہ کعبہ میں ہوئی۔ چنانچہ:

{1} امام حافظ ابوالحسین مسلم بن حجاج القشیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، المتوفی 261ھ فرماتے ہیں: ولد حکیم بن حزام فی جوف الکعبۃ وعاش مائۃ وعشرین سنۃ۔ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت کعبہ شریف میں ہوئی اور آپ ایک سو بیس سال تک زندہ رہے۔ ﴿صحیح مسلم، کتاب البیوع باب الصدق فی البیع والبیان، رقم 1532، الرقم المسلسل 3859﴾

{2} علامہ ابوجعفر محمد بن حبیب بغدادی، المتوفی 245ھ لکھتے ہیں: وحکیم هذا ولد فی الکعبۃ۔ ﴿کتاب المحبر، ص 176، دار الآفاق الجدیدہ بیروت۔ والمنمق فی اخبار قریش، الندماء من قریش، ص 366، عالم الکتب بیروت، الطبعۃ الاولیٰ 1405ھ﴾

{3} امام ابوالولید محمد بن عبداللہ بن احمد مکی (ازرقی) المتوفی 250ھ لکھتے ہیں: فولدت حکیما فی الکعبۃ۔ ﴿اخبار مکہ وماجاء فیھا من الآثار، باب ماجآء فی فتح الکعبۃ ومتی کانوا یفتحونھا ......، ج 1، ص 174، دار الاندلس بیروت﴾

{4} قاضی مکہ امام حافظ زبیر بن بکار، المتوفی 256ھ لکھتے ہیں: فولدت حکیم بن حزام فی الکعبۃ۔ ﴿جمھرۃ نسب قریش واخبارھا، ج 1، ص 366، دار الیمامۃ الریاض، الطبعۃ الثانیہ 1419ھ﴾

{5} امام احمد بن یحیٰ بن جابر بن داؤد البلاذری، المتوفی 279ھ لکھتے ہیں: حکیم بن حزام وامہ ابنت زهیر بن الحارث بن اسد بن عبدالعزیٰ واسمها فاختة، وولدته فی جوف الکعبة۔ ﴿جمل من انساب الاشراف، حکیم بن حزام، ج 9، ص 435، دارالفکر بیروت، الطبعة الاولیٰ 1417ه﴾

{6} امام حافظ ابوحاتم محمد بن حبان البستی، المتوفی 354ھ لکھتے ہیں: فولدت حکیم بن حزام فی جوف الکعبة۔ ﴿تاریخ الصحابة، ص 68، رقم 234، دارالکتب العلمیه بیروت، الطبعة الاولیٰ 1408ه ۔ومشاهیر علماء الامصار واعلام فقهاء الاقطار، ج 1، ص 31، رقم 30، دارالوفاء المنصوره، الطبعة الاولیٰ 1411ه﴾

{7} امام ابوسلیمان حمد بن محمد بن ابراہیم البستی (خطابی) المتوفی 388ھ لکھتے ہیں:

فولدت حکیماً فی الکعبة۔ ﴿غریب الحدیث، حدیث حکیم بن حزام ......ج 2، ص 557، دارالفکر بیروت، الطبعة الاولیٰ 1402ه﴾

{8} حافظ ابوبکر احمد بن علی الاصبہانی (ابن منجویہ) المتوفی 428ھ، لکھتے ہیں: (حکیم بن حزام) ولد فی الکعبة۔ ﴿رجال صحیح مسلم، ذکر من اسمه حکیم، ج 1، ص 142، رقم 278، دارالمعرفة بیروت، الطبعة الاولیٰ 1407ه﴾

{9} علامہ ابو منصور عبدالملک بن محمد بن اسماعیل الثعالبی، المتوفی 429ھ لکھتے ہیں: حکیم بن حزام وکان ولد فی الکعبة۔ ﴿ثمار القلوب فی المضاف والمنسوب، الاستشهاد، ص 518، دارالمعارف القاهره﴾

{10} حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ بن احمد الاصبہانی، المتوفی 430ھ لکھتے ہیں:

(حکیم بن حزام) ولد فی الکعبة ۔ ﴿معرفة الصحابة، حکیم بن حزام ......ج

الوطن الریاض، الطبعۃ الاولیٰ 1419ھ﴾
2، ص701، 702، دارالوطن الریاض، الطبعۃ الاولیٰ 1419ھ﴾

{11} امام ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر القرطبی، المتوفیٰ 463ھ لکھتے ہیں: حکیم بن حزام بن خویلد ولد فی الکعبۃ۔ ﴿الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، باب الحاء، ج 1، ص 417، رقم 553، دار الکتب العلمیہ بیروت، الطبعۃ الثانیہ 1422ھ۔ ص 201، رقم 551، دارالمعرفۃ بیروت، الطبعۃ الاولیٰ 1427ھ﴾

{12} امام عبدالکریم بن محمد بن منصور التمیمی السمعانی المروزی، المتوفیٰ 562ھ لکھتے ہیں: فولدت حکیم بن حزام فی جوف الکعبۃ۔ ﴿الانساب، باب الالف والسین، اسدی 137، ج 1، ص 214، مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدر آباد، الطبعۃ الاولیٰ 1382ھ﴾

{13} امام حافظ ابوالقاسم علی بن حسن الشافعی (ابن عساکر)، المتوفیٰ 571ھ لکھتے ہیں: حکیم بن حزام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ ابو خالد ولد فی جوف الکعبۃ۔ ﴿تاریخ دمشق الکبیر، ذکر من اسمہ حکیم، ج 17، ص 71.72، رقم 1699، داراحیاء التراث العربی بیروت، الطبعۃ الاولیٰ 1421ھ﴾

{14} امام حافظ جمال الدین ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی بن محمد الجوزی، المتوفیٰ 597ھ لکھتے ہیں: فولدت حکیم بن حزام فی الکعبۃ۔ ﴿المنتظم فی تاریخ الامم والملوک، ج 5، ص 269، رقم 374، دارالکتب العلمیہ بیروت، الطبعۃ الاولیٰ 1412ھ۔ وغریب الحدیث، باب الثاء مع الباء ج 1، ص 118، دارالکتب العلمیہ بیروت 1405ھ﴾

{15} امام مجدالدین ابوالسعادات المبارک بن محمد ابن الاثیر الجزری، المتوفیٰ 606ھ لکھتے ہیں: حکیم بن حزام، وھو ابن اخی خدیجۃ بنت خویلد ام المؤ منین، ولد

فی الکعبۃ۔ ﴿تتمہ جامع الاصول فی احادیث الرسول، حرف الحاء،الفصل الاول،ج14، ص 296، دارالفکر بیروت،الطبعۃ الاولیٰ1420ھ﴾

{16}امام عزالدین ابوالحسن علی بن محمد الجزری (ابن اثیر) المتوفی 630ھ لکھتے ہیں:

حکیم بن حزام ولد فی الکعبۃ۔ ﴿اسدالغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، باب الحاء،ج 2،ص 44،رقم1234،دارالمعرفۃ بیروت 1428ھ﴾

{17}امام حافظ تقی الدین ابوعمر وعثمان بن صلاح الدین عبدالرحمان الشافعی (ابن الصلاح)،المتوفی 643ھ لکھتے ہیں: حکیم بن حزام و کان مولدہ فی جوف الکعبۃ۔ ﴿معرفۃ انواع علم الحدیث ،النوع الموفی ستین،معرفۃتواریخ الرواۃ،ص 487، دارالکتب العلمیہ بیروت ،الطبعۃ الاولیٰ1423ھ﴾

{18}علامہ ابوالفضل جمال الدین محمد بن مکرم بن علی الانصاری الافریقی (ابن منظور) المتوفی 711ھ لکھتے ہیں: وفی حدیث حکیم بن حزام:ان امہ ولدتہ فی الکعبۃ۔ ﴿لسان العرب،باب الثاء،مثبر،ج 1،ص463،مؤسسۃالاعلمی للمطبوعات بیروت۔ ومختصر تاریخ دمشق ،ج7،ص234،دارالفکر بیروت،الطبعۃ الاولیٰ1402ھ﴾

{19}الحافظ المتقن جمال الدین ابی الحجاج یوسف المزی،المتوفی 742ھ لکھتے ہیں:

فولدت حکیم بن حزام فی الکعبۃ ۔﴿تہذیب الکمال فی اسماء الرجال،باب الحاء، ج 2،ص 258،رقم1438، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت،الطبعۃ الاولیٰ 1418ھ﴾

{20}امام حافظ شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذہبی،المتوفی 748ھ لکھتے ہیں:

(حکیم بن حزام) ولد فی جوف الکعبۃ۔ ﴿تاریخ اسلام و وفیات المشاہیر والا علام،حوادث ووفیات 41 تا60ھ، ج4،ص 198 دارالکتاب العربی بیروت،الطبعۃ

الثانیہ1413ھ۔ وسیر اعلام النبلاء، ج4،ص 211،رقم234،دارالحدیث القاهرہ،1427ھ﴾

{21}علامہ صلاح الدین خلیل بن ایبک الصفدی، المتوفی764ھ لکھتے ہیں: حکیم بن حزام بن خویلد القرشی الاسدی،ولد فی جوف الکعبۃ۔ ﴿الوافی بالوفیات، ج9،ص154،رقم829،دارالفکر بیروت 1425ھ﴾

{22}حافظ ابوالفدا عمادالدین اسماعیل بن عمر البصری (ابن کثیر) المتوفی774ھ لکھتے ہیں: حکیم بن حزام ولدته امه فی جوف الکعبۃ۔ ﴿البدایۃ والنهایۃ،سنة ثلاث وخمسین،ذکر من توفی فیها،ج 8،ص74،داراحیاء التراث العربی بیروت، الطبعۃ الاولیٰ 1408ھ۔ج 8،ص 68،دارالفکر بیروت،1407ھ﴾

{23}علامہ سراج الدین ابوحفص عمر بن علی المصری الشافعی (ابن الملقن) المتوفی804ھ لکھتے ہیں: حکیم بن حزام ولد فی جوف الکعبۃ۔ ﴿المقنع فی علوم الحدیث،النوع الستون معرفۃ التواریخ والوفیات، ج 2، ص647،دارفواز للنشر السعودیہ،الطبعۃ الاولی1413ھ﴾

{24}حافظ ابوالفضل زین الدین عبدالرحیم بن حسین العراقی، المتوفی806ھ لکھتے ہیں: حکیم بن حزام و کان مولده فی جوف الکعبۃ۔ ﴿شرح (التبصرۃ و التذکرۃ) الفیۃ العراقی،تواریخ الرواۃ و الوفیات، ج2،ص311،دارالکتب العلمیہ بیروت1423ھ﴾

{25}علامہ ابوالعباس احمد بن حسن بن الخطیب (ابن قنفذ) المتوفی 810ھ لکھتے ہیں: حکیم بن حزام الذی ولد فی جوف الکعبۃ۔ ﴿الوفیات معجم زمنی للصحابۃ واعلام المحدثین و الفقهاء و المؤلفین،العشرۃ السادسۃ من المائۃ الاولیٰ،ص67، دارالآفاق الجدیدۃ بیروت،الطبعۃ الرابعۃ1403ھ﴾

{26}امام حافظ ابوالفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی، المتوفی 852ھ لکھتے ہیں:

وحکی الزبیر بن بکار ان حکیماً ولد فی جوف الکعبۃ ۔﴿الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، ج 2، ص 98، رقم 1805، دارالکتب العلمیہ بیروت، الطبعۃ الثانیہ 1423ھ۔ و تہذیب التہذیب، ج 1، ص 586، رقم 1737، داراحیاء التراث العربی بیروت، الطبعۃ الثانیہ 1413ھ۔ والوقوف علی الموقوف علی صحیح مسلم، ص 80، رقم 90، مؤسسۃ الکتب الثقافیہ بیروت، الطبعۃ الاولیٰ 1406ھ﴾

{27}امام حافظ بدرالدین ابومحمد محمود بن احمد العینی الحنفی، المتوفی 855ھ لکھتے ہیں:

(حکیم بن حزام) ولد فی بطن الکعبۃ۔﴿عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، کتاب العتق، باب عتق المشرک، ج 13، ص 142، رقم 2538، دارالکتب العلمیہ بیروت، الطبعۃ الاولیٰ 1421ھ﴾

{28}علامہ ابوالمحاسن جمال الدین یوسف بن تغری بردی الحنفی، المتوفی 874ھ لکھتے ہیں: حکیم بن حزام ولد فی جوف الکعبۃ۔﴿النجوم الزاہرۃ فی ملوک مصر القاہرۃ، ذکر ولایۃ مسلمۃ بن مخلد علیٰ مصر، ج 1، ص 146، وزارۃ الثقافۃ والارشاد......مصر﴾

{29}امام حافظ جلال الدین عبدالرحمان بن ابوبکر السیوطی الشافعی، المتوفی 911ھ لکھتے ہیں: حکیم بن حزام بن خویلد بن اسد و کان مولدہ فی جوف الکعبۃ۔ ﴿تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی، النوع الستون، التواریخ والوفیات، ص 355، دارالکتاب العربی بیروت 1427ھ۔ و ریح النسرین فیمن عاش من الصحابۃ وعشرین، ص 49، دارالوفاء جدہ، الطبعۃ الاولیٰ 1405ھ﴾

{30} امام حافظ صفی الدین احمد بن عبداللہ الخزرجی، المتوفیٰ 923ھ لکھتے ہیں: حکیم بن حزام ولد فی جوف الکعبۃ۔ ﴿خلاصۃ تذھیب تھذیب الکمال فی اسماء الرجال، ج 1، ص 272، رقم 1572، دارالکتب العلمیہ بیروت، الطبعۃ الاولیٰ 1422ھ﴾

{31} علامہ حسین بن محمد بن حسن الدیار بکری، المتوفیٰ 966ھ لکھتے ہیں: حکیم بن حزام بن خویلد القرشی الاسدی من اجلۃ الصحابۃ اسلم یوم الفتح و حسن اسلامہ "اتفق مولدہ فی جوف الکعبۃ"۔ ﴿تاریخ الخمیس فی احوال انفس النفیس، ذکر من توفیٰ من کبار الصحابۃ فی زمن الحسن، ج 2، ص 295، دار صادر بیروت﴾

{32} علامہ زین الدین محمد المدعو بعبد الرؤف بن تاج العارفین المناوی، المتوفیٰ 1031ھ لکھتے ہیں: (حکیم بن حزام) ولد فی جوف الکعبۃ۔ ﴿فیض القدیر، حرف الھمزہ، ج 2، ص 37، رقم 1260، المکتبۃ التجاریۃ الکبریٰ مصر، الطبعۃ الاولیٰ 1356ھ﴾

{33} علامہ ابوالفیض محمد بن محمد الحسینی (مرتضیٰ زبیدی) المتوفیٰ 1205ھ لکھتے ہیں: وفی حدیث حکیم بن حزام ان امہ ولدتہ فی الکعبۃ۔ ﴿تاج العروس من جواھر القاموس، المشبر، ج 10، ص 310، ج 31، ص 483، دار الھدایۃ﴾

ان تمام عبارات کا معنیٰ و مفہوم یہ ہے کہ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ "مولود کعبہ" ہیں۔ اور یہ بات صرف انہی علما نے نہیں لکھی بلکہ متقدمین و متأخرین میں سے تقریباً ہر اس محدث و عالم اور مؤرخ نے لکھی ہے جس نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات لکھے ہیں۔ حتیٰ کہ شیعہ، جو صرف حضرت علی کا "مولود کعبہ" ہونا بیان کرتے ہیں؛ ان کے مؤرخ میرزا تقی نے بھی لکھا ہے کہ حضرت حکیم بن حزام "مولود کعبہ" ہیں۔ لکھتا ہے: در کعبہ مادرش را درد زادن بگرفت نطعی حاضر کردند تا

حکیم رابزاد ۔﴿ناسخ التواریخ، کتاب اصحاب،ازوقایع اقالیم سبعه،باب حرف الحا،ج 3،ص 322،کتاب فروشی......تہران﴾ اس کے علاوہ ہشام کلبی، المتوفی204ھ نے بھی آپ کو ''مولود کعبہ'' لکھا ہے۔وحکیم ابن حزام بن خویلد، عاش عشرین ومائةسنة،وکانت امه ولدته فی الکعبة۔ ﴿جمهرةالنسب،وهؤلاء بنوعبدالعزیٰ بن قصی،ص72،عالم الکتب بیروت،1425ھ۔قال ابن عساکر:(هشام کلبی)رافضی۔میزان الاعتدال فی نقدالرجال،ج4،ص278،رقم 9737، دارالفکربیروت1429,30ھ۔ولسان المیزان، ج6،ص258،رقم9005،دارالکتب العلمیه بیروت،الطبعةالاولی1416ھ۔''هشام کلبی مفسر که رافضی غالی است ''۔تحفہء اثنا عشریه،کید بیست وسیوم (23)،ص91، مکتبة الحقیقه ترکی،1408ھ۔وفتاوی رضویه، ج29، ص700،رضافاؤنڈیشن لاہور،1426ھ۔''نص الذهبی بانه رافضی، والسمعانی بانه فی التشیع غال''......تنقیح المقال فی علم الرجال،من ابواب الهاء،ج 3،ص303،المرتضویه نجف اشرف1352ھ﴾

صرف یہی مولود کعبہ ہیں

اور صرف حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی مولود کعبہ ہیں؛ آپ کے علاوہ کعبہ شریف میں کسی کی ولادت نہیں ہوئی۔جیسا کہ: امام ابوزکریا محی الدین یحیٰ بن شرف النووی الدمشقی، المتوفی 676ھ فرماتے ہیں: صرف حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت جوف کعبہ میں ہوئی، آپ کے علاوہ کوئی بھی کعبہ میں پیدا نہیں ہوا۔ولد حکیم فی جوف الکعبة ولا یعرف احد ولد فیها غیره۔ ﴿تهذیب الاسماء واللغات ،حرف الحا،ج 1،ص409،رقم127،دارالفیحاء بیروت، الطبعة الاولیٰ 1427ھ﴾

شارح بخاری علامہ شمس الدین محمد بن عمر بن احمد السفیری الشافعی، المتوفی 956ھ لکھتے ہیں: حضرت حکیم بن حزام کے سوا کوئی بھی مولود کعبہ نہیں۔ولم یولد فی جوف الکعبة سوی حکیم بن حزام؛دخلت امه الکعبة و ھی حامل، فضربها المخاض، فاتیت بنطع فولدته فی الکعبة، ولا یعرف ذلك لغیره۔﴿المجالس الوعظیة فی شرح احادیث خیر البریة صلی الله علیه وسلم من صحیح الامام البخاری، المجلس الرابع والثلاثون، ج 2،ص161،دارالکتب العلمیه بیروت، الطبعة الاولیٰ1425ھ﴾

امام جلال الدین عبدالرحمان بن ابوبکر السیوطی الشافعی، المتوفی 911ھ لکھتے ہیں: قال الزبیر بن بکار: کان مولد حکیم فی جوف الکعبة۔قال شیخ الاسلام: ولا یعرف ذلك لغیره۔ امام زبیر بن بکار کہتے ہیں: حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کعبہ میں پیدا ہوئے اور شیخ الاسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: آپ کے علاوہ کوئی بھی کعبہ میں پیدا نہیں ہوا۔﴿تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی ،النوع الستون،التواریخ والوفیات،ص 356،دارالکتاب العربی بیروت1427ھ﴾

علامہ محمد بن علی بن محمد البکری الصدیقی الشافعی، المتوفی 1057ھ فرماتے ہیں: حضرت سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ کوئی بھی مولود کعبہ نہیں۔(حکیم بن حزام) ولد فی الکعبة ولم یتفق ذلك لغیره۔﴿دلیل الفالحین لطرق ریاض الصالحین،باب فی الصدق، ج 1،ص216،دارالمعرفة بیروت، الطبعة الرابعة1425ھ﴾

حضرت علامہ شہاب الدین احمد بن محمد بن عمر الخفاجی، المتوفیٰ 1069ھ لکھتے ہیں:

حضرت حکیم بن حزام کے علاوہ کوئی بھی کعبہ میں پیدا نہیں ہوا۔ حکیم بن حزام ولد قبل عام الفیل بثلاث عشرة سنة داخل الکعبة، ولم یولد فیها احد غیره۔

﴿نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض، القسم الاول فی تعظیم العلی الاعلی لقدر النبی ﷺ، الباب الثانی فی تکمیل الله سبحانه وتعالیٰ له ﷺ......، ج 1، ص 509، دار الکتب العلمیه بیروت، الطبعة الاولیٰ 1421ھ﴾

مؤرخ الحاج عباس کرارہ نے بھی اس امر کی تصریح کی ہے کہ مولود کعبہ صرف حضرت حکیم بن حزام ہیں، آپکے علاوہ کوئی مولود کعبہ نہیں۔ ان حکیم بن حزام ولد فی الکعبة ولا یعهد احد ولد فی الکعبة۔ ﴿الدین وتاریخ الحرمین الشریفین، من الحوادث التی وقعت فی الکعبة والمطاف، ص 75، مرکز الحرمین التجاری بمکة المکرمه﴾ اسی طرح ڈاکٹر ابوشہبہ محمد بن محمد المتوفیٰ 1403ھ نے بھی لکھا ہے کہ:

کعبہ میں صرف حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے، شیخ الاسلام ابن حجر فرماتے ہیں: ان کے علاوہ کسی کا مولود کعبہ ہونا معروف نہیں۔ کان مولد حکیم فی جوف الکعبة، قال شیخ الاسلام ابن حجر: ولا یعرف ذلك لغیره۔

﴿الوسیط فی علوم ومصطلح الحدیث، الفرع الثانی، ص 660، دار الفکر العربی﴾

علاوہ ازیں غیر مقلدین نے عبد الرحمان رفعت پاشا کی ایک کتاب کا اردو ترجمہ شائع کیا ہے جس میں لکھا ہے: تاریخ نے اپنے ریکارڈ میں یہ بات محفوظ کر لی ہے کہ یہ (حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ) واحد شخص ہیں جن کی پیدائش خانہ کعبہ میں ہوئی۔ ﴿صحابہ رضی اللہ عنہم کی تابناک زندگیاں، ص 312، دار الکتب

السلفیہ، شیش محل روڈ لاہور، طبع اول 2008ء﴾

حتیٰ کہ ایک شیعی نے بھی لکھا ہے کہ: محدثین صرف حضرت حکیم بن حزام ہی کو مولود کعبہ سمجھتے ہیں۔ ﴿شرح نہج البلاغۃ، القول فی نسب امیر المؤمنین علیہ السلام ..... ج 1، ص14، دار الجیل بیروت، الطبعۃ الاولی 1987ء﴾

حضرت علی کا مولود کعبہ ہونا

اگرچہ مذکورہ عبارات سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے "مولود کعبہ" ہونے کی بھی نفی ہو جاتی ہے؛ لیکن چونکہ آپ کی بابت بھی شیعوں نے یہ بات مشہور کر رکھی تھی اس لیے علماء اہلسنت نے صراحتاً لکھا کہ: "یہ ایسی کمزور بات ہے جس کا کوئی ثبوت نہیں"۔ چنانچہ: حضرت علامہ حسین بن محمد الدیاربکری، المتوفی 966ھ لکھتے ہیں: اس بات کا کوئی ثبوت نہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مولود کعبہ ہیں۔ ویقال کانت ولادتہ فی داخل الکعبۃ ولم یثبت۔ ﴿تاریخ الخمیس فی احوال انفس النفیس، ذکر خلافۃ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، ج 2، ص 275، دار صادر بیروت﴾

امام ابو زکریا محی الدین یحیٰ بن شرف النووی الدمشقی، المتوفی 676ھ فرماتے ہیں: جو یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی کعبہ میں پیدا ہوئے، یہ بات علما کے نزدیک کمزور ہے۔ واما ما روی ان علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، ولد فیہا فضعیف عند العلماء۔ ﴿تہذیب الاسماء واللغات، حرف الحاء، ج1، ص409، رقم 127، دار الفیحاء بیروت، الطبعۃ الاولیٰ 1427ھ﴾

علامہ شمس الدین محمد بن عمر بن احمد السفیری الشافعی، المتوفی 956ھ نے بھی یہی لکھا ہے۔﴿المجالس الوعظیة فی شرح احادیث خیر البریة صلی اللہ علیہ و سلم من صحیح الامام البخاری، المجلس الرابع و الثلاثون، ج 2، ص 161، دارالکتب العلمیہ بیروت، الطبعة الاولیٰ 1425ھ﴾

علامہ مفتی بہاؤالدین ابوالبقا محمد بن احمد بن الضیاء الحنفی المکی (ابن الضیا)، المتوفیٰ 854ھ لکھتے ہیں: جو یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کعبہ میں پیدا ہوئے، یہ قول علما کے نزدیک کمزور ہے۔ وقیل ولد علی بن ابی طالب فی جوف الکعبة، وھذا ضعیف عندالعلمآء۔﴿تاریخ مکة المشرفة والمسجد الحرام والمدینة الشریفة والقبر الشریف، فصل فی ذکرالاماکن المبارکہ، ص 185، دارالکتب العلمیہ بیروت، الطبعة الثانیہ 1424ھ﴾ اسی طرح علامہ علی بن برھان الدین الحلبی الشافعی، المتوفیٰ 1044ھ نے یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ: حضرت علی کے بارے میں جو یہ کہا جاتا ہے کہ آپ کعبہ میں پیدا ہوئے، یہ علماء کرام کے نزدیک کمزور بات ہے۔ واما ما روی ان علیا ولد فیھا فضعیف عندالعلماء۔﴿انسان العیون فی سیرة الامین المامون، المعروفة بالسیرة الحلبیة، باب تزوجہ صلی اللہ علیہ وسلم خدیجة بنت خویلد رضی اللہ عنہا، ج 1، ص 139، داراحیاء التراث العربی بیروت﴾

قول مرجوح

دیوبندی محقق نافع جھنگوی نے لکھتا ہے: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقام ولادت کے لئے بعض روایات میں "داخل الکعبہ" کے الفاظ بھی ملتے ہیں، لیکن

یہ بات علما کے نزدیک فن روایت کی رو سے صحیح نہیں۔"ولادۃ فی الکعبہ" کی روایات کو اہل علم نے مرجوح قرار دیا ہے اور صیغہ تمریض سے ذکر کیا ہے۔ ﴿سیرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ، ولادت مرتضوی، ص33، تخلیقات لاہور، سن اشاعت1996ء﴾

شیعوں کا خیال

شارح نہج البلاغہ عبدالحمید بن ھبۃ اللہ المدائنی (ابن ابی الحدید شیعی) لکھتا ہے:

واختلف فی مولد علی علیہ السلام این کان؟فکثیر من الشیعۃ یزعمون انہ ولد فی الکعبۃ والمحدثون لا یعترفون بذلک، ویزعمون ان المولود فی الکعبۃ،"حکیم بن حزام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی"۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت گاہ کے بارے میں اختلاف ہے۔کثیر شیعوں کا خیال ہے کہ" آپ مولود کعبہ ہیں"، لیکن محدثین اس بات کو نہیں مانتے،ان کے نزدیک "مولود کعبہ صرف حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں"۔

﴿شرح نہج البلاغہ ،القول فی نسب امیر المؤمنین علی علیہ السلام ....،ج 1،ص 14،دارالجیل بیروت، الطبعۃ الاولیٰ 1987ء﴾

ایک شبہ کا ازالہ

یہاں بعض لوگوں کو ایک شبہ پیدا ہو سکتا ہے کہ: بعض کتب اہلسنت میں بھی حضرت علی کی کعبہ میں ولادت کا تذکرہ ملتا ہے؛ اگر یہ محض شیعوں کا خیال ہے تو پھر اس کا کیا معنی! اس بابت عرض ہے کہ:

اولاً تو اہلسنت کی بعض کتب میں اسے صیغہ تمریض (قیل، روی اور گفتہ اند وغیرہ) سے ذکر کیا گیا ہے۔ اور اہل علم جانتے ہیں کہ ان الفاظ سے شروع ہونے والی روایت صحیح نہیں ہوتی۔ مثلاً: مدارج النبوت میں منقول ہے: گفتہ اند کہ بود ولادت وی در جوف کعبہ۔ کہتے ہیں کہ حضرت علی کعبہ میں پیدا ہوئے۔ ﴿مدارج النبوت، باب ھفتم، در ذکر کتاب آں حضرت ﷺ، علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ج 2، ص 531، سطر 24، نوریہ رضویہ لاہور، طباعت دوم 1997ء﴾

کون کہتے ہیں؟ تصریح ندارد! (اس کی کوئی وضاحت نہیں)۔ اور اسی طرح سفینۃ الاولیا اور شواھد النبوت میں بھی ہے۔

☆ سفینۃ الاولیا میں ہے: وبعضے گفتہ اند کہ ولادت ایشاں در خانہ کعبہ بودہ۔ بعض کہتے ہیں کہ خانہ کعبہ میں آپ کی ولادت ہوئی۔ ﴿سفینۃ الاولیا، ذکر حضرت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجھہ، ص 22، در مطبع نامی منشی نول کشور۔ ومترجم، ص 35، نفیس اکیڈمی کراچی، طبع ھفتم 1986ء﴾

☆ شواھد النبوۃ میں ہے: وبعضے گفتہ اند وولادت وے در خانہ کعبہ بودہ است۔ بعض کا خیال ہے کہ آپ کی ولادت خانہ کعبہ میں ہوئی۔ ﴿شواھد النبوۃ لتقویۃ یقین اھل الفتوۃ، رکن سادس در بیان شواھد و دلائل، ذکر امیر المؤمنین علی ابی طالب، ص 160، سطر 14، 15، در مطبع نامی منشی نول کشور۔ ومترجم ص 280، مکتبہ نبویہ لاہور، بار چہارم 1997ء﴾ وہ بعض کون ہیں؟ کوئی پتا نہیں!

ثانیاً: کچھ نے محض شہرت کی وجہ سے بغیر سند و معتبر ماخذ، لکھ دیا ہے۔ جیسے: شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وروایت مشھور چنیں است۔ ﴿تحفہ اثنا

عشریه، ص 163﴾ کے الفاظ سے نقل کیا ہے۔

اور شرف ملت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری علیہ الرحمہ نے بدائع منظوم کی شرح میں بغیر ماخذ بیان کیے اس طرح لکھا ہے: حضرت علی بیت اللہ شریف میں پیدا ہوئے۔ ﴿شرح بدائع منظوم، ص 5، مکتبہ قادریہ لاہور﴾ اور بغیر سند و معتبر ماخذ محض شہرت کی وجہ سے نقل کی گئی روایت بھی صحت پر دلالت نہیں کرتی۔ جیسا کہ خود حضرت شرف ملت، علامہ ابن حجر ہیتمی مکی علیہ الرحمہ کی طرف منسوبہ روایات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: علامہ ابن حجر مکی دسویں صدی ہجری میں ہوئے ہیں۔ لازمی امر ہے کہ انہوں نے مذکورہ بالا احادیث صحابہ کرام سے نہیں سنیں، لہٰذا (ان کی) وہ سند معلوم ہونی چاہئے جس کی بنا پر احادیث روایت کی گئی ہیں، خواہ وہ سند ضعیف ہی کیوں نہ ہو؛ یا ان روایات کا کوئی مستند ماخذ ملنا چاہئے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں: اسناد دین سے ہیں، اگر سند نہ ہوتی تو جس کے دل میں جو آتا کہہ دیتا۔ (مسلم شریف، ج 1، ص 12) ﴿مقالات سیرت طیبه، محافل میلاد اور غیر مستند روایات، ص 61، مکتبہ قادریہ لاہور، اشاعت سوم 1426ھ﴾ اس عبارت کے پیش نظر یہ کہنا بجا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش، ہجرت نبوی سے تئیس (23) یا پچیس (25) سال پہلے ہوئی۔ اور جو بزرگ کئی صدیاں بعد ہوئے، لازمی امر ہے کہ یہ بات ان تک کسی ذریعہ سے ہی پہنچی ہے؛ لہٰذا اس ذریعہ کے علم کے بعد، جب تک اس کا معتبر و مستند ہونا ثابت نہیں ہوتا یہ روایت ہرگز قابل قبول نہیں۔

ثالثاً: جنھوں نے ماخذ بیان کیا ہے، وہ یا تو شیعوں کی کتب ہیں یا ایسے مائل بہ تشیع

حضرات کی جنہوں نے بہت ساری شیعی روایات کو بغیر تحقیق و تنقیح نقل کر دیا ہے۔ جیسے:

امام ذہبی، ملا علی قاری اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہم اللہ نے مستدرک حاکم کے حوالے سے، اور بعض نے مروج الذھب اور فصول المھمہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

☆ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے تو مستدرک کی تلخیص میں حاکم کے قول کے تحت حاکم ہی کی عبارت نقل کی ہے، اس کے علاوہ آپ کی رجال کی کتابوں میں یہ بات ہماری نظر سے نہیں گزری۔ مثلاً: آپ کی باون (52) جلدوں پر مشتمل کتاب "تاریخ اسلام" کی ہم نے کافی وقت صرف کر کے ورق گردانی کی، مگر باوجود تلاش بسیار اس میں سوائے حضرت حکیم بن حزام کے کسی کا مولود کعبہ ہونا نہیں ملا؛ حالانکہ اس میں حضرت علی کا ذکر پاک حضرت حکیم بن حزام سے بہت زیادہ ہے۔

اسی طرح آپ کی ایک کتاب " سیر اعلام النبلاء" اٹھارہ (18) جلدوں میں ہے، اس میں بھی حضرت حکیم بن حزام کے تذکرہ میں تو لکھا ہے کہ یہ "مولود کعبہ" ہیں لیکن سیدنا علی المرتضٰی کے تذکرہ میں ایسی کوئی بات نہیں لکھی۔ نیز تلخیص میں بھی آپ نے حاکم کا قول نقل کر کے سکوت فرمایا ہے تحقیقی حکم نہیں لگایا۔

☆ حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ نے "شرح شفا" میں امام حاکم کا ہی قول نقل کیا ہے، لیکن اس کے ساتھ یہ وضاحت بھی کر دی ہے کہ حضرت حکیم بن حزام ہی "مولود کعبہ" ہیں؛ کوئی نہیں جانتا کہ ان کے علاوہ بھی کوئی "مولود کعبہ" ہو اور یہی مشہور ترین ہے۔ (و حکیم بن حزام) ولد فی الکعبۃ۔ و لا یعرف احد ولد

فی الکعبة غیرہ علی الاشهر۔ ﴿شرح الشفاء،الباب الثانی فی تکمیل الله تعالی لـه الـمحـاسـن......فـصل ان قلت اکرمك الله تعالی......،ج1،ص159،دارالکتب العلمیه بیروت،الطبعةالاولی1421ھ﴾

☆اسی طرح شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بھی امام حاکم کا ہی قول نقل کیا ہے۔

﴿ازالة الـخـلـفـاء عـن خـلافة الخلفاء،اما ماثر امیر المؤمنین و امام اشجعین اسدالله الغالب علی بن ابی طالب رضی الله تعالیٰ عنه،ج4،ص406،کراچی﴾

☆اورخودامام حاکم کا اس پرداں،کون سا قول ہے؛مع تبصرہ ملاحظہ فرمائیں!اسی میں ان سب پربھی کلام ہوجائے گا جن کا ماخذ امام موصوف ہیں۔چنانچہ:امام حاکم کی مستدرک میں ہے:اخبـرنـا ابـوبـکر محمد بن احمد بن بالویه،ثنا ابراهیم بن اسـحـاق الـحـربی،ثـنـا مـصعب بن عبدالله فذکر نسب حکیم بن حزام وزادفیه وامه فاختة بنت زهیر بن اسد بن عبدالعزی و کانت ولدت حکیماً فـی الـکعبة وهی حامل فضر بها المخاض وهی فی جوف الکعبة فولدت فیهـا فـحملت فی نطع وغسل ماکان تحتها من الثیاب عند حوض زمزم، ”ولـم یـولـد قبله ولا بعده فی الکعبة احد“۔قال الحاکم :وهم مصعب فی الـحـرف الاخیـر فـقـد تـو اتـرت الاخبـار ان فاطمة بنت اسد ولدت امیر المؤمنین علی بن ابی طالب کرم الله وجهه فی جوف الکعبة۔ ﴿المستدرك عـلـی الـصحیحین، کتاب معرفة الصحابه،ذکر مناقب حکیم بن حزام القرشی رضی الله عنه،ج3،ص550،دارالکتب العلمیه بیروت،الطبعة الثانیه1422ھ﴾

(خلاصہ)امام مصعب بن عبداللہ کہتے ہیں کہ:”حضرت حکیم بن حزام مولود کعبہ ہیں،ان

سے پہلے یا بعد کوئی بھی کعبہ میں پیدا نہیں ہوا"۔امام حاکم نے اس کی تردید کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ ان کا وہم ہے،متواتر خبروں سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا "مولود کعبہ" ہونا بھی ثابت ہے۔

(۱)امام حاکم نے جن کی بات کو وہم قرار دیا ہے یہ حضرت ابوعبداللہ مصعب بن عبداللہ قرشی اسدی،ایک صحابی رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے تھے،اور نسب کے بہت بڑے عالم تھے۔انہوں نے دیگر علما کے علاوہ سیدنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی استفادہ کیا ہے۔محدثین نے انہیں ثبت،ثقہ اور صدوق جیسے الفاظ سے یاد کیا ہے۔تو امام حاکم کا ایسے جلیل المرتبت امام کی ایسی بات کو جس کے دیگر محدثین بھی مؤید ہیں، بلا دلیل وہم قرار دینا بذات خود وہم اور بہت بڑا تسامح ہے۔

(۲)امام حاکم کا یہ فرمانا کہ:متواتر خبروں سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا "مولود کعبہ" ہونا بھی ثابت ہے؛یہ ان کے عجائبات و تفردات میں سے ہے۔محقق عبدالرحمان محمد سعید نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:امام حاکم کا یہ کہنا کہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو ان کی والدہ ماجدہ نے کعبہ میں جنم دیا اور اس بابت متواتر خبریں ہیں، یہ حاکم کے عجائب میں سے ہے!اگر واقعتاً ہی اس بارے میں روایات اس قدر تھیں تو حاکم کو چاہئے تھا کہ انہیں نقل کرتے۔(لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا)ان فاطمہ بنت اسد ولدت علیا فی جوف الکعبۃ 'لم اجد فی کتب الحدیث شیئا من ذلك بل الثابت ان حکیم بن حزام ھو المولود فی جوف الکعبۃ ،من عجائب الحاکم انہ روی فی مناقب حکیم بن حزام انہ

ولـد فی جوف الکعبة تعقبه بانه قد تواترت الاخبار بان فاطمة ولدت علیا فـی جـوف الـکـعبة ،وکـان الـلائـق بـه ای یـاتـی بتلك الـروایة المتواتره۔﴿شبهات وردود احادیث یحتج بها الشیعة،ج 1،ص 136﴾

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: امام حاکم کی یہ بات کمزور ہے۔ومـا وقع فـی مستـدرك الحـاکم من ان علیـاً ولد فیهـا ضعیف ۔ ﴿تـدریـب الـراوی فی شرح تقریب النواوی ،النوع الستون،التواریخ والوفیات،ص 356،دارالکتاب العربی بیروت1427ھ﴾

یہی بات ڈاکٹر ابوشہبہ محمد بن محمد المتوفی1403ھ نے بھی لکھی ہے۔ومـا وقع فـی الـمستـدرك للحاکم من ان علیا ولد فیها ضعیف۔ ﴿الوسیط فی علوم ومصطلح الحدیث ،الفرع الثانی،ص660،دار الفکرالعربی﴾

نیز ماقبل ذکرکردہ امام نووی،علامہ خفاجی،علامہ سفیری،علامہ دیاربکری اور مفتی ابن الضیا حنفی رحمہم اللہ وغیرہ کی عبارات بھی امام حاکم کے اس قول کی تردید کرتی ہیں۔

اندراج موضوعات

اورامام حاکم نے صرف اسی کمزور وبے ثبوت بات کو صحیح ومتواتر نہیں کہا، بلکہ اپنی اسی کتاب (مستدرک) میں اس کے علاوہ بھی بہت ساری موضوع وباطل روایات کو صحیح کہہ دیا ہے؛ انہوں نے ایسا کیوں کیا؟ یہ جاننے کے لیے مندرجہ ذیل سطور ملاحظہ کریں! چنانچہ:

حافظ جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابوبکرالسیوطی الشافعی،المتوفی911ھ لکھتے ہیں:

قـال شیـخ الاسلام :وانما وقع للحاکم التساهل لانه سود الکتاب لینقحه

فاعجلته المنية ۔شیخ الاسلام نے فرمایا: حاکم کی غفلت کا سبب یہ ہے کہ انہوں نے کتاب (مستدرک) کا مسودہ تیار کیا، ابھی نظر ثانی کرنی تھی کہ انتقال کر گئے۔(یعنی اسے دوبارہ نہیں پڑھا کہ اغلاط کا سدباب ہوسکے)﴿تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی،النوع الاول الصحیح وفیہ مسائل، ص 49،دارالکتاب العربی بیروت،1427ھ﴾

امام شمس الدین محمد بن عبدالرحمان السخاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ،المتوفی902ھ لکھتے ہیں: ابوعبداللہ حاکم نیشاپوری نے بسبب غفلت کئی موضوع احادیث کو صحیح کہا ہے؛ ہوسکتا ہے ایسا انہوں نے تعصب کی وجہ سے کیا ہو کیونکہ ان پر تشیع کا الزام تھا، لیکن اس کی وجہ یہ ہے کہ مستدرک ان کی آخری عمر کی تصنیف ہے اوراس وقت ان کے حافظے میں تبدیلی آگئی تھی اوران پر غفلت طاری تھی اس لئے تنقیح وتصحیح نہ کرسکے۔﴿فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث،الصحیح الزائدعلی الصحیحین، ج1،ص 49، مرکز اھل السنۃبرکات رضا ھند، الطبعۃ الاولیٰ 1427ھ﴾

تساہل

نیز علماء کرام نے یہ بھی لکھا ہے کہ امام حاکم نے روایات پر حکم صحت نافذ کرنے میں تساہل سے کام لیا ہے۔(یعنی جو روایت صحیح نہیں تھی اسے بھی صحیح کہہ دیا ہے)﴿معرفۃ انواع علم الحدیث لابن الصلاح ،النوع الاول من انواع علوم الحدیث معرفۃ الصحیح من الحدیث،ص 88،دارالکتب العلمیہ بیروت،الطبعۃ الاولیٰ 1423ھ۔☆التقریب والتیسیرلمعرفۃ سنن البشیرالنذیرفی اصول الحدیث لنووی، النوع الاول الصحیح،ص 26،دارالکتاب العربی بیروت،الطبعۃ الاولیٰ 1405ھ۔

☆الباعث الحثیث شرح اختصار علوم الحدیث للحافظ ابن کثیر،الزیادات علی الصحیحین،ص 39،دارالفیحاء دمشق ،الطبعة الثالثه 1421ھ۔☆الشذالفیاح من علوم ابن الصلاح،النوع الاول،من انواع علوم الحدیث معرفة الصحیح من الحدیث،ج 1،ص 90،مکتبة الرشد،الطبعة الاولیٰ1418ھ۔☆المقنع فی علوم الحدیث لابن الملقن،الرابعة،ج 1،ص 67،دارفوازسعودیه۔☆تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی للسیوطی،النوع الاول،ص 49 ۔☆توضیح الافکار لمعانی تنقیح الانظار،مسالة(7)فی بیان الصحیح ،الزائد علی مافی البخاری ومسلم،ج 1، ص 67،دارالکتب العلمیه بیروت،الطبعة الاولیٰ1417ھ۔ودیگر کتب علوم الحدیث﴾ ان کے اسی تساہل کی بناپر حافظ زین الدین عبدالرحیم بن حسین العراقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ،المتوفی 806ھ نے لکھا ہے کہ:مولانا قاضی القضاه بدر الدین بن جماعة فقال:انه یتتبع ویحکم علیه بما یلیق بحاله من الحسن او الصحة او الضعف و هذا هو الصواب ۔مولانا قاضی القضات بدرالدین بن جماعہ نے اس سے اختلاف کیا ہے کہ جب حاکم کسی حدیث کی تصحیح میں متفرد ہوں تو اس کو حسن قرار دیا جائے گا۔وہ کہتے ہیں بلکہ تحقیق کی جائے گی اور اس حدیث کا صحیح حکم معلوم کیا جائے گا کہ آیا وہ صحیح ہے،حسن ہے یا ضعیف ہے،اور اس کے مطابق اس پر حکم لگایا جائے گا۔﴿التقیید والایضاح لما اطلق واغلق من مقدمة ابن الصلاح،النوع الاول معرفة الصحیح،ص 29،دارالکتب العلمیه بیروت ،الطبعة الثانیه1420ھ﴾ حافظ عراقی کی یہی عبارت ایک معاصر عالم،محقق،شارح اور مفسر زیدہ علمہ نے بھی نقل کی ہے۔﴿شرح صحیح مسلم ،ج 1، ص 90،فرید بک سٹال

لاہور،الطبع السادس عشر1429ھ﴾

تشیع

مستدرک میں موضوعات کے اندراج کی ایک وجہ امام حاکم کا تشیـــع بھی ہوسکتی ہے کیونکہ یہ ''شیعی'' بھی تھے۔ جیسا کہ: حافظ شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن احمد الذہبی، المتوفی786ھ لکھتے ہیں: محـمـد بن عبدالله الضبی النیسابوری،الحاکم ابو عبدالله الحافظ،صاحب التصانیف،امام صدوق،لکنه یصحح فی مستدرکه احادیث ساقطة،ویکثر من ذلك،فما ادری هل خفیت علیه فما هو ممن یجهل ذلك،وان علم فهذه خیانة عظیمة،ثم هو "شیعی مشهور" بذلك من غیر تعرض للشیخین۔وقد قال ابن طاهر:سألت ابا اسماعیل عبدالله الانصاری عن الحاکم ابی عبدالله فقال:امام فی الحدیث رافضی خبیث۔قلت:الله یحب الانصاف،ماالرجل برافضی بل شیعی فقط۔

حاکم نیشاپوری کتابوں کے مصنف اور امام صدوق تھے،مگر انہوں نے مستدرک میں گری پڑی احادیث کو بھی صحیح کہہ دیا ہے،اور ایسا کثرت سے کیا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ یہ جہالت اور بے خبری کی وجہ سے ہو کیونکہ ایسا ہو نہیں سکتا، پھر اگر یہ جان بوجھ کر کیا ہے تو یہ بہت بڑی خیانت ہے۔ نیز حاکم مشہور ''شیعی'' بھی ہے،البتہ شیخین کریمین (سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروق اعظم) رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درپے نہیں ہوتا۔ ابن طاہر کا کہنا ہے کہ: میں نے ابو اسماعیل عبداللہ انصاری سے حاکم کے متعلق پوچھا تو وہ کہنے لگے: حدیث کا امام اور خبیث رافضی تھا۔ لیکن میں کہتا ہوں

اللہ تعالیٰ انصاف کو پسند فرماتا ہے حاکم رافضی نہیں فقط شیعی تھا۔

﴿میزان الاعتدال فی نقد الرجال ،حرف المیم ،ج 3،ص 582،رقم 8259، دارالفکر بیروت 1429ھ﴾ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، المتوفی 852ھ نے بھی امام حاکم کے تذکرہ میں یہ بحث نقل کی ہے۔﴿لسان المیزان، من اسمہ محمد ،ج5،ص 236،دارالکتب العلمیہ بیروت ،الطبعة الاولی 1416ھ﴾

شیعوں کے نزدیک

امام حاکم کے بارے میں شیعوں کے خیالات بھی ملاحظہ فرمائیں! چنانچہ:

شیعہ مصنف عباس قمی ،المتوفی 1320ھ امام حاکم پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:

وھو من ابطال الشیعة وسدنة الشریعة وذکرہ ابن شھراشوب فی معالم العلمآء وصاحب الریاض فی القسم الاول فی عداد الامامیة علی ما نقل عنھما۔ حاکم بہت بڑا شیعہ اور ان کی شریعت کا ستون تھا؛ ابن شہراشوب نے معالم العلما میں اور صاحب ریاض نے قسم اول میں جہاں شیعہ علما کی تعداد بیان کی ہے وہاں حاکم کا ذکر کیا ہے۔﴿الکنیٰ والالقاب،الحاکم، ج 2،ص 170،مکتبة الصدر طھران،الطبعة الرابعہ﴾ شاید اسی لیے شیعہ حضرات امام حاکم کی تصنیفات کا شمار اپنی کتابوں میں کرتے ہیں۔ جیسا کہ: الذریعة الیٰ تصانیف الشیعة، ج 2، رقم 1249،ص 177 پر حاکم کی کتاب امالی کا ذکر ہے۔ ج 3، رقم 1083، ص 161 پر تاریخ نیشا پور کے تذکرہ میں لکھا ہے: تاریخ نیسابور، للحافظ الحاکم ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ النیسابوری المعروف بابن البیع

المولود سنة321والمتوفیٰ سنة405،قد عد الشیخ المحدث الحر العاملی فی الفائدة الرابعة من خاتمة الوسائل تاریخ نیسابور هذامن الکتب المعتمدة التی نقل عنه بالواسطة فی عداد اصول القدماء و کتبهم وفی ردیفها،وعد فی الریاض مؤلفه من علماء الشیعةو حکی عنه ترجمة سیدنا فی التکملةو نسخةمنه توجد فی مکتبة السلطان محمد الفاتح فی الآستانة کما فی فهرسها،حکی فی کشف الظنون عن السبکی انه سید الکتب الموضوعة للبلاد ولم یر تاریخ اجل منه اوله (الحمدلله الذی اختار محمدا) ثم ذکر خصوصیاته وذیله ومختصره۔ ج 16،ص 185 پر فضائل فاطمة الزهراء کی بابت لکھا ہے:فضائل فاطمة الزهراء،للحاکم النیسابوری ابی عبدالله محمد بن عبدالله، م405،عده فی (الریاض)من علمآء الشیعة، وترجمة سیدنا فی (التکملة) ذکره (کشف الظنون) ومر بعنوان (فضائل الزهراء) ۔اسی طرح ج18،رقم 3679،ص5 پر مستدرك صحیح البخاری کا ذکرکیا ہے۔﴿الذریعة الیٰ تصانیف الشیعة،مصنفه، محمد محسن نزیل سامراء الشهیر بالشیخ آقا بزرك الطهرانی،داراحیاء التراث العربی بیروت،الطبعة الاولیٰ 2009ء﴾ شیعوں کی اس فراخ دلی کا سبب علماء کرام ہی بتا سکتے ہیں ہم اس پر کوئی تبصرہ نہیں کرتے۔

☆امام حاکم کے علاوہ بعض لوگ مؤرخ مسعودی ،المتوفیٰ 346ھ کا یہ قول کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کعبہ میں پیدا ہوئے۔و کان مولده فی الکعبة۔

﴿مروج الذهب ومعادن الجوهر،ذكر خلافة امير المؤمنين علي بن ابي طالب كرم الله تعالى وجهه،ج2،ص351،دارالقلم بيروت،الطبعة الاولى 1408ه﴾

بطور ماخذ بیان کرتے ہیں۔

(۱) مسعودی نے یہ بات بغیر سند اور حوالے کے لکھی ہے اور مسعودی کا کسی بات کو صرف نقل کر دینا ہی کافی نہیں، اس نے تو بہت ساری ناقابل تسلیم باتیں بھی نقل کی ہیں؛ بلکہ امام ابوبکر محمد بن عبداللہ المعافری الاندلسی (ابن العربی) المتوفی 543ھ نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ: اس بدعتی وحیلہ ساز کی باتوں سے الحاد کی بو آتی ہے۔

واما المبتدع المحتال فالمسعودي، فانه يأتي منه متاخمة الالحاد فيما روى من ذلك، واما البلاغة فلاشك فيه۔ ﴿العواصم من القواصم في تحقيق مواقف الصحابة بعد وفاة النبي صلى الله عليه وسلم، ص167، دارالكتب العلمية بيروت، الطبعة الرابعة 1428ه﴾

مسعودی کون تھا؟

(۲) علما نے مسعودی کو رافضی بھی لکھا ہے۔ چنانچہ: حضرت شاہ عبدالعزیز بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما، المتوفی 1239ھ تحفہ اثنا عشریہ میں شیعوں کے مکر وفریب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: یہ لوگ کسی شخص کے بارے میں یہ ظاہر کرتے ہیں کہ وہ بڑا متعصب سنی تھا، بلکہ پکا ناصبی تھا، پھر اس کی ایک بات جو کہ اہلسنت کے خلاف اور مذہب شیعہ کے موافق ہو پھیلاتے ہیں، تاکہ لوگ اس غلط فہمی کا شکار ہو جائیں کہ اتنا متعصب سنی جب اس بات کو صحیح کہہ رہا ہے تو لازماً صحیح ہو

گی۔جیسا کہ غالی رافضی ہشام کلبی اور ’’مروج الذہب کا مصنف مسعودی‘‘ اوران جیسے لوگوں کو یہ حضرات اہلسنت میں شمار کرتے ہیں اوران کے مقولات ومنقولات اہلسنت پرالزاماً پیش کرتے ہیں۔ھشام کلبی مفسر که رافضی غالی است ”ومسعودی صاحب مروج الذهب“ وابوالفرج اصفهانی صاحب کتاب الاغانی وعلیٰ هذا القیاس۔﴿تحفهء اثنا عشریه، کید بیست و سیوم (23)، ص 90،91، ملخصاً، مکتبة الحقیقه ترکی1408ھ﴾ شیخ الاسلام سیدنا امام حافظ احمد رضا بن مفتی نقی علی بن مولانا رضا علی خاں رحمہم اللہ تعالیٰ المتوفیٰ 1340ھ لکھتے ہیں: یہ مسعودی علی بن حسین، صاحب مروج تو خود رافضی ہے؛ اس کی کتاب ’’مروج الذهب ‘‘ خلفائے کرام وصحابہ عظام عشرہ مبشرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر صریح تبرا سے جابجا آلودہ وملوث ہے۔لوط بن یحیٰ ابومخنف رافضی، خبیث، ہالک کے اقوال ونقول بکثرت لاتا ہے، جس کے مردود وتالف ہونے پر ائمہ جرح وتعدیل کا اجماع ہے؛ اسی طرح اور رفاض وفساق وہالکین کے اخبار پر اس کی کتاب کا مدار ہے، جیسا کہ اس کے مطالعہ سے آشکار ہے۔فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے اپنے نسخہ ’’مروج الذهب ‘‘ کے حاشیہ پر اس کی تنبیہ لکھ دی ہے۔﴿فتاوی رضویه، ج 29، ص700، رضافاؤنڈیشن لاهور1426ھ﴾

شیعوں کا تبصرہ

اوراس بات کی تائید رافضیوں نے بھی کی ہے کہ مسعودی واقعتاً ہی شیعہ تھا۔چنانچہ: ان کا رجال کا عالم، مامقانی لکھتا ہے: انه امامی ثقة وهو الحق الحقیق بالاتباع۔

مسعودی یقیناً ثقہ امامی (شیعہ) تھا، اور یہی پیروی کے لائق حق بات ہے۔﴿تنقیح المقال فی علم الرجال، من ابواب العین، ج 2، ص282، المرتضویہ نجف الاشرف. 1352ھ﴾ اسی طرح ہاشم خراسانی کی کتاب منتخب التواریخ کے مقدمہ میں میرزا ابوالحسن شعرانی نے لکھا ہے کہ: مسعودی مردے شیعی وامامی بود۔ مسعودی امامی شیعہ ہے۔﴿منتخب التواریخ دروقائع مہمہ متعلقہ ......الخ، ص ج، کتابفروشی......تہران، چاپ سوم 1347ھ﴾ اس کے علاوہ محسن الامین شیعہ نے لکھا ہے کہ: شیخ طوسی اور نجاشی وغیرہ نے مسعودی کے شیعہ ہونے پر نص وارد کی ہے۔ پھر ایک غلط فہمی کا ازالہ کرتے ہوئے لکھتا ہے: علامہ تاج الدین سبکی نے جو اس کا ذکر طبقات شافعیہ میں کیا ہے یہ ان کا وہم ہے اور یہ اسی طرح ہے جیسے انہوں نے ابوجعفر محمد بن حسن طوسی کا ذکر طبقات شافعیہ میں کر دیا؛ حالاں کہ طوسی شیعوں کا ''شیخ الطائفہ'' ہے۔ (طبقات الشافعیۃ الکبریٰ، ''مسعودی''، ج3، ص456، رقم226، ''طوسی''، ج4، ص126، رقم316، ھجر للطباعۃ والنشر والتوزیع، الطبعۃ الثالثۃ1413ھ)﴿اعیان الشیعہ، مؤلفوا لشیعۃ فی الفرق والدیانات، ج 1، ص157، دارالتعارف للمطبوعات بیروت1403ھ﴾

تصنیفات مسعودی

اسی طرح شیعوں کی تصنیف، الذریعہ الی تصانیف الشیعہ میں دیگر کتب شیعہ کے علاوہ، مسعودی کی کتابوں کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ مثلاً: (١) اثبات الوصیۃ لعلی بن ابی طالب (٢) تنبیہ الاشراف (٣) الصفوۃ (٤) مروج الذھب

(۵) المقالات فی اصول الدیانات۔ ﴿(۱) ج1،ص 78،رقم 536،(۲) ج4،ص 320،رقم 1957،(۳،٤) ج 15،ص36،رقم313،(۵) ج21،ص252،رقم 5625،داراحیاء التراث العربی بیروت ،الطبعة الاولیٰ 2009ء﴾ تو ایسے مجروح شخص کی ایسی کتاب کی عبارت، کہ جس کا مدار رافضیوں اور فاسقوں کی روایات پر ہے، کسی طرح بھی لائق التفات نہیں ہوسکتی۔

☆ بعض نے اس روایت کا ماخذ''فصول المهمه'' بیان کیا ہے۔ جیسے:نزهة المجالس میں شیخ عبدالرحمان بن عبدالسلام الصفوری، المتوفی900ھ نے لکھا ہے کہ:

ورأيت فی الفصول المهمة فی معرفة الائمة بمكة المشرفة شرفها الله تعالیٰ لابی الحسن المالکی ،ان علیا ولدته امه بجوف الکعبة شرفها الله تعالیٰ وهی فضیلة خصه الله تعالیٰ بها وذلك ان فاطمة بنت اسد رضی الله عنها اصابها شدة الطلق فادخلها ابو طالب الی الکعبة۔ ابوالحسن مالکی (ابن صباغ) نے اپنی تصنیف''الفصول المهمه فی معرفة الائمه''میں لکھا ہے کہ حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شکم مادر سے جوف کعبہ میں پیدا ہوئے اور اس فضیلت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہی خاص فرمایا۔ تفصیل قدرے یوں ہے کہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا بغرض طواف بیت اللہ شریف آئیں، وہیں درد زہ کا آغاز ہوا، ابو طالب نے انہیں کعبہ میں داخل ہونے کا اشارہ کیا، آپ جب اندر چلی گئیں تو وہیں حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔ ﴿نزهة المجالس ومنتخب النفائس،باب مناقب امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی الله عنه، ج 2، ص553،دارالجیل بیروت،الطبعة الاولیٰ 1408ھ۔ و زینت المحافل (اردو) ترجمہ

نزھۃ المجالس، ج 2، ص 608، شبیر برادرز لاہور اشاعت اول 1419ھ﴾

(۱) فصول المہمہ کی اس بات پر تبصرہ کرتے ہوئے شارح بخاری علامہ شمس الدین محمد بن عمر بن احمد السفیری الشافعی، المتوفیٰ 956ھ نے لکھا ہے کہ یہ علما کے نزدیک کمزور ہے، مولود کعبہ صرف حضرت حکیم بن حزام ہیں، ان کے علاوہ کوئی مولود کعبہ نہیں۔ وما نقله فی الفصول المهمة لبعض المالكية من ان سيدنا علی بن ابی طالب ولدته امة فی جوف الكعبة، فهو ضعيف عند العلمآء كما نقله النووی ولم يولد فی جوف الكعبة سوی حكيم بن حزام دخلت امه الكعبة وهی حامل، فضربها المخاض، فاتيت بنطع فولدته فی الكعبة ولا يعرف ذلك لغيره۔ ﴿المجالس الوعظية فی شرح احاديث خير البرية صلی الله عليه وسلم من صحيح الامام البخاری، المجلس الرابع والثلاثون، ج2، ص 161، دارالكتب العلميه بيروت، الطبعة الاولیٰ 1425ھ﴾

(۲) علاوہ ازیں فصول المہمہ ایسی کتاب بھی نہیں کہ اس کی ہر بات آنکھیں بند کر کے تسلیم کر لی جائے؛ اس کی تو ابتدا ہی ایسے کلمات سے ہوتی ہے جو رافضیوں کے ایک ''مخصوص عقیدے کے غماز'' ہیں۔ اسی بنا پر کتاب کے مصنف کو رافضیت کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ ﴿كشف الظنون عن اسامی الكتب والفنون، باب الفاء، ج 2، ص 509، رقم 9491، دارالكتب العلميه بيروت، الطبعة الاولیٰ 1429ھ﴾

خلاف حقیقت

(۳) اگر کتاب ہذا کا مصنف رافضی نہ بھی ہو پھر بھی واقعہ مذکورہ میں ایسی خلاف

حقیقت باتیں ہیں جو اس کے پایہ اعتبار کو ساقط کر دیتی ہیں۔ مثلاً: اس میں جو یہ جملہ ہے (وھی فضیلة خصه الله تعالیٰ) یعنی مولود کعبہ ہونا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خاصہ ہے۔ یہ بات غلط ہے؛ کیونکہ سابقہ اوراق میں ہم حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مولود کعبہ ہونے پر کثیر علماء و محدثین کی عبارات نقل کر چکے ہیں اور بقول شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کا مولود کعبہ ہونا تواریخ صحیحہ سے ثابت ہے در تواریخ صحیحہ ثابت است۔ ﴿تحفہ اثناعشریہ، ص164، مکتبۃ الحقیقہ ترکی، 1408ھ﴾ تو جب حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ مولود کعبہ ہیں تو پھر یہ حضرت علی پاک رضی اللہ عنہ کا خاصہ کیسے ہوا؟؟

دوسری بات: (فادخلها ابو طالب) یعنی بوقت ولادت سیدنا علی المرتضیٰ کی والدہ کو ابوطالب نے کعبہ میں داخل کیا۔ یہ بھی محل نظر ہے؛ کیونکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت کے وقت ابوطالب موجود ہی نہیں تھے کہیں گئے ہوئے تھے۔ جیسا کہ آپ کے رجز انا الذی سمتنی امی حیدره ...... کلیث غابات کریه المنظره

(میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہے...... میں جنگلوں کے شیر کی طرح بارعب ہوں)

کی شرح میں امام نووی، حافظ ابن عساکر، علامہ سہیلی، علامہ ابن منظور، علامہ صالحی شامی اور طحطاوی وغیرہ نے لکھا ہے۔ ﴿المنهاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج، ج 12، ص 185، رقم 1806، دار احیاء التراث العربی بیروت۔ ☆ تاریخ دمشق الکبیر، ج45، ص13، رقم5029، داراحیاء التراث العربی بیروت، الطبعة الاولیٰ 1421ھ۔ ☆الروض الانف فی شرح سیرة النبویة لابن هشام، ذکر المسیر الی خیبر فی المحرم سنة سبع، ج 7، ص107، داراحیاء التراث العربی بیروت، الطبعة الاولیٰ 1421ھ۔

☆ مختصر تاریخ دمشق،علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ، ج 17،ص 301 دار الفکر دمشق،الطبعة الاولی1402ھ۔☆سبل الھدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد ،شرح غریب ذکر قتل علی رضی اللہ عنہ ج5،ص163،دار الکتب العلمیہ بیروت،الطبعة الاولی1421ھ۔☆ بھایۃالایجاز فی سیرۃساکن الحجاز الفصل السابع فی ظواھر السنۃالسابعۃمافیھامن الغزوات،ص 327،328، دار الذخائر القاھرہ،الطبعة الاولی1419ھ☆اور جب وہ موجود ہی نہیں تو پھر داخل کرنے کا کیا معنیٰ؟؟

قارئین کرام!

یہ گنتی کی چند کتابیں تھیں جن میں اس بے ثبوت بات کا تذکرہ پایا جاتا ہے؛ان کے علاوہ یہ روایت آپ کو جہاں بھی ملے گی بغیر سند و معتبر ماخذ ہی ملے گی،اوراگر کسی نے حوالہ دیا بھی ہوگا تو انہیں کتب کا یا پھر رافضیوں کی کتابوں کا؛ کیوں کہ اس روایت کے یہی ''ماخذ'' ہیں۔اس کے باوجود اگر کوئی اسی پر ہی مصر ہو کہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کعبہ میں پیدا ہوئے،تو اسے کہیں: ھَاتُوْا بُرْھَانَکُم اِنْ کُنْتُم صٰدِقِیْنَ. (اگر تم سچے ہو تو دلیل پیش کرو) لِیَھْلِکَ مَنْ ھَلَکَ عَنْ بَیِّنَۃٍ وَّیَحْیٰ مَنْ حَیَّ عَنْ بَیِّنَۃٍ۔(تاکہ جو ہلاک ہو دلیل سے ہلاک ہو اور جو زندہ رہے دلیل سے زندہ رہے)

آپ کہاں پیدا ہوئے؟

یہ واضح ہو جانے کے بعد کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ بھی مولود کعبہ نہیں، مولود کعبہ صرف حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالی عنہ ہی ہیں؛اب ہم یہ بیان کرتے ہیں کہ مولیٰ علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم کہاں پیدا ہوئے۔و باللہ التوفیق

مقام ولادت

امام حافظ ابوعمر وخلیفہ بن خیاط اللیثی، المتوفی 240ھ فرماتے ہیں: ولد علی بمکة فی شعب بنی هاشم۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت مکہ میں شعب بنی ہاشم میں ہوئی۔ ﴿تاریخ خلیفه بن خیاط، سنة اربعین، ص 199، دارطیبه الریا ض ، الطبعة الثانیه 1405ھ۔ ص 120۔ دارالکتب العلمیه بیروت، الطبعة الاولیٰ 1415ھ﴾

امام حافظ ابو القاسم علی بن حسن بن ھبۃ اللہ الشافعی (ابن عساکر) المتوفیٰ 571ھ فرماتے ہیں: ولد علی بمکة فی شعب بنی هاشم۔ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ مکہ میں شعب بنی ہاشم میں پیدا ہوئے۔ ﴿تاریخ دمشق الکبیر، ج 45، ص 448، رقم 5029، داراحیاء التراث العربی بیروت، الطبعة الاولیٰ 1421ھ۔ ج 42، ص 575، دارالفکر بیروت 1415ھ﴾

علامہ ابوالفضل جمال الدین محمد بن مکرم بن علی الانصاری الافریقی (ابن منظور) المتوفیٰ 711ھ لکھتے ہیں: ولد علی بمکةفی شعب بنی هاشم۔ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی ولادت مکہ میں شعب بنی ہاشم میں ہوئی۔

﴿مختصر تاریخ دمشق، ج 18، ص 97، دارالفکر بیروت، الطبعة الاولیٰ 1402ھ﴾

اسی طرح آزاد مؤرخ، احمد بن محمد بن عبدربہ الاندلسی، المتوفیٰ 328ھ نے بھی لکھا ہے: ولد علی بمکة فی شعب بنی هاشم۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ میں شعب بنی ہاشم میں پیدا ہوئے۔ ﴿کتاب العقد الفرید، نسب علی بن ابی طالب و صفته، ص 297، ج 4، دارالارقم بیروت، الطبعة الاولیٰ 1420ھ﴾

مولد علی رضی اللہ عنہ

سیرت نگار محمد بن محمد حسن نے بھی لکھا ہے کہ: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جائے ولادت شعب بنی ہاشم میں ہے۔ وھو الذی حصرت قریش بنی ھاشم فیه عند بدء الدعوة، ویسمی شعب بنی ھاشم و شعب علی به ولد رسول الله و مولد علی بن ابی طالب۔ ﴿المعالم الاثیرة فی السنة والسیرة، باب شعب ابی طالب، ج1، ص150، دارالقلم دمشق، الطبعة الاولیٰ 1411ھ﴾

محی الدین احمد امام نے لکھا ہے کہ: امیرالمؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس مکان میں پیدا ہوئے وہ شعب بنی ہاشم، المعروف شعب علی میں ہے۔ مکان میلاد امیر المؤمنین علی رضی الله عنه یقع داخل شعب بنی ھاشم المعروف بشعب علیؓ۔ قریبا من سوق اللیل۔ ﴿فی رحاب البیت العتیق، ج1، ص79﴾

مولانا سید منتخب الحق قادری ڈین کلیہ، معارف اسلامیہ کراچی یونیورسٹی لکھتے ہیں: مولد علی، یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی جائے پیدائش جو مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جنوب میں ہے۔ ﴿حج اور عمرہ، مکہ مکرمہ میں قابل زیارت مقامات، ص61، پاکستان انٹرنیشنل ائیرلائنز﴾

دیوبندی مفتی، سعید احمد سہارن پوری نے بھی لکھا ہے کہ: حضرت علی کی جائے پیدائش شعب بنی ہاشم (میں ہے) ﴿معلم الحجاج، مکہ مکرمہ کے مشاھد ومقابر، ص306، ادارہ اسلامیات انار کلی لاھور﴾

ابوطالب کا گھر

علامہ ابوالحسن محمد بن احمد بن جبیر الکنانی الاندلسی، المتوفی 614ھ لکھتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت گاہ ابوطالب کا گھر ہے۔(اور یہ شعب بنی ہاشم میں ہی تھا)مولد علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ،وفیہ تربی رسول اللہ ﷺ وکان دارالابی طالب عم النبی ﷺ۔﴿رحلۃ ابن جبیر وھی الرسالۃ المعروفۃ تحت اسم اعتبار الناسک فی ذکر الآثار الکریمۃ والمناسک، مسجد مولد النبی،ص129،دارالکتب العلمیہ بیروت،الطبعۃ الاولیٰ1424ھ﴾

یہی عبارت، علامہ ابوالبقاء خالد بن عیسیٰ بن احمد، المتوفی بعد 767ھ نے بھی نقل کی ہے۔﴿تاج المفرق فی تحلیۃ علماء المشرق،وصلاۃ علی سیدنا وعلی آلہ وصحبہ، ص 78﴾ اور یہ مقام (مولد علی) اتنا مشہور تھا کہ عوام وخواص سب اسے جانتے تھے اور کئی علما نے اس کا تذکرہ مولد علی (یعنی حضرت علی المرتضی کی جائے پیدائش) کے نام سے اپنی کتابوں میں بھی کیا ہے۔مثلاً:

موالدِ ستّہ

علامہ تقی الدین ابوالعباس احمد بن علی بن عبدالقادر المقریزی، المتوفی 845ھ نے اپنی کتاب المواعظ والاعتبار میں کچھ موالد کا ذکر کرتے ہوئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مولد کا بھی ذکر کیا ہے۔لکھتے ہیں:وقال ابن الطویر:ذکر جلوس الخلیفۃ فی الموالد الستۃ فی تواریخ مختلفۃ،وما یطلق فیھا،وھی مولد النبی ﷺ ومولد امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب،ومولد فاطمۃ علیھا السلام،

ومولدالحسن،ومولدالحسین علیہما السلام ......الخ ﴿المواعظ والاعتبار بذکر الخطط والآثار،ذکر ابواب القصر الکبیر الشرقی، ج 2،ص333،دارالکتب العلمیہ بیروت،الطبعۃ الاولیٰ1418ھ﴾

اسی طرح مؤرخ کامل بن حسین الحلبی الغزی،المتوفی 1351ھ نے نہر الذہب میں دیگر موالد کے ساتھ ''مولد علی'' کا بھی ذکر کیا ہے۔﴿نہر الذہب فی تاریخ حلب، شروطہ،ج2،ص404،دارالقلم حلب،الطبعۃ الثانیہ1419ھ﴾

مشہور موالد

مؤرخ ابراہیم رفعت پاشا،المتوفی 1325ھ نے آپ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی جائے ولادت اور دیگر موالد کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:اہل مکہ کے نزدیک یہ مقامات مشہور ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ یہ فلاں فلاں کی جائے ولادت ہے۔

مولد علی ومولد عمر ومولد فاطمۃ رضی اللہ عن جمیعھم،فھذہ الاماکن مشھورۃ عند اھل مکۃ،فیقولون ھذامولد فلان،ھذامولد فلان۔

﴿مرآۃ الحرمین اوالرحلات الحجازیۃ والحج ومشاعرہ الدینیہ،باب مولدالرسول ﷺ ج1،ص188دارالمعرفہ بیروت﴾

متفق علیہ مسئلہ

امام حافظ تقی الدین محمد بن احمد بن علی الفاسی المالکی،المتوفی 832ھ،اپنی کتاب شفاء الغرام میں متبرک مقامات کا ذکر کرتے ہوئے مولد علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں لکھتے ہیں:حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت گاہ نبی اکرم ﷺ کی

ولادت گاہ کے قریب ہے اور یہ اہل مکہ کے نزدیک "بلا اختلاف مشہور ہے"۔ نیز اس کے دروازے پر لکھا ہوا ہے کہ یہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جائے ولادت ہے۔مولد علی بن ابی طالب رضی الله تعالیٰ عنه،قریباًمن مولد النبی ﷺ من اعلاه ممایلی الجبل،وهو مشهور عند اهل مكة بذلك لااختلاف بينهم فيه......،وعلى بابه مكتوب:هذامولدامير المؤمنين على بن ابى طالب رضوان الله عليه ﴿شفاء الغرام باخبار البلد الحرام، الباب الحادى والعشرون،فى ذكرالاماكن المباركة التى ينبغى زيارتها الكائنة بمكة المشرفة وحرمها وقربه،ذكر صفة هذا المكان،ج 1،ص358،دارالكتب العلميه بيروت، الطبعة الاولىٰ 1421ه﴾ اس کے بعد علامہ فاسی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مکان کی ہیئت بیان کی ہے۔اسی طرح قاضی القضات امام بہاؤالدین ابوالبقاء محمد بن احمد بن الضیاء الحنفی المکی، المتوفیٰ 854ھ نے بھی آپ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی ولادت گاہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: وہ نبی کریم ﷺ کی ولادت گاہ کے قریب ہے اور اس کے دروازے پر لکھا ہوا ہے کہ یہ امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جائے ولادت ہے۔مولد على بن ابى طالب رضى الله تعالىٰ عنه وهذا الموضع مشهورعندالناس بقرب النبى ﷺ باعلى الشعب الذى فيه المولد......، و على بابه حجر مكتوب فيه هذا مولد امير المؤمنين على بن ابى طالب۔﴿تاريخ مكة المشرفة والمسجد الحرام والمدينة الشريفةوالقبرالشريف،فصل فى ذكرالاماكن المباركه،ص185،دارالكتب العلميه بيروت،الطبعة الثانيه1424ه﴾

قابل زیارت مقامات

حضرت صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، المتوفی 1367ھ زائر مکہ کو فرماتے ہیں: مکان ولادت اقدس حضور انور ﷺ و مکان حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا و مکان ولادت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و جبل ثور و غار حرا و مسجد الجن و مسجد جبل ابی قبیس وغیرہا مکانات متبرکہ کی بھی زیارت سے مشرف ہو۔ ﴿بہار شریعت، مقامات متبرکہ کی زیارت، حصہ 6، ج 1، ص 1150، مکتبۃ المدینہ کراچی 1429ھ﴾ اس کے علاوہ مشہور زمانہ کتاب تاریخ نجد و حجاز میں بھی "مولد علی" کی زیارت کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ ﴿تاریخ نجد و حجاز، نجدی حکومت کا تعصب مذہبی، ص 300، ضیاء القران پبلی کیشنز لاہور، سال اشاعت 2010ء﴾

مفسر قرآن حضرت سیدنا مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تصنیف "سفرنامے" میں لکھتے ہے کہ: آج صبح سیٹھ احمد صاحب بیرسٹر کے ساتھ اندرون مکہ معظمہ کی زیارات نصیب ہوئیں جن میں جائے ولادت حضور اکرم ﷺ جو باب الصفا سے کچھ فاصلہ پر ہے یہاں اب لائبریری بنی ہوئی ہے۔ "جائے ولادت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ" اب یہاں ایک معلم کی دوکان ہے، یہ تمام مقامات حرم تریف سے قریب ہی ہیں۔ ﴿سفر نامے، ص 253، نعیمی کتب خانہ لاہور، سال اشاعت 2006ء﴾ (یہ عبارت دیوان سالک میں منقول شعر سے رجوع پر بھی دلالت کرتی ہے؛ کیونکہ اِس کا زمانہ تحریر اُس کے بتیس (32) سال بعد کا ہے۔ منہ)

مقامات مقدسہ کا انہدام

نیز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت گاہ پر ایک ''قبہ بھی بنا ہوا تھا'' جسے نجدیوں نے دیگر مقامات مقدسہ کے ساتھ منہدم کر دیا۔ چنانچہ: سید احمد بن زینی دحلان المکی الشافعی، المتوفی 1304ھ لکھتے ہیں: وہابیوں نے مسجدوں کو گرا دیا، بزرگوں کی یادگاروں کو مٹا دیا، جنت المعلیٰ کے گنبدوں کو کھود کر پھینک دیا۔ انہوں نے وہ قبے بھی منہدم کر دیئے جو رسول اللہ ﷺ، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ولادت والی جگہ کے اوپر بنے ہوئے تھے۔ آپ کی اصل عبارت یہ ہے: فبادر الوهابيون ومعهم كثير من الناس، لهدم المساجد ومآثر الصالحين فهدموا اولا ما في المعلى من القبب فكانت كثيرة ثم هدموا قبة مولد النبي ﷺ ومولد سيدنا ابي بكر الصديق رضى الله عنه ومولد سيدنا على رضى الله عنه۔ ﴿خلاصة الكلام فى بيان امراء البلد الحرام، ذكر هدم القبب، ج2، ص278، مكتبة ايشيق استانبول تركيه 1399ھ﴾ یہی عبارت اہلسنت کے مشہور عالم، فقیہ اور مفتی، مولانا جلال الدین احمد امجدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی اپنی کتاب انوار الحدیث کے آخر میں اپنے حالات زندگی قلم بند کرتے ہوئے نقل کی ہے۔ ﴿انوار الحدیث، تحت المصنف بیدہ، ص514، ضیاء القرآن لاہور، بار اول 1400ھ﴾ اور ''مولد علی'' و دیگر یادگاروں کے انہدام کی بابت ایک دیوبندی کی کتاب میں بھی لکھا ہے کہ: اب کوئی ایسے آثار و شواہد نہیں ملتے جن کی بنیاد پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان کا کوئی تعین کیا جا سکے...... اب تمام تاریخی یادگاریں بھی

بلڈوزروں کی نذر ہو چکی ہیں۔

﴿تبرکات خلفاء راشدین ......، ص131، مکتبہ ارسلان کراچی، اشاعت اول 2011ء﴾

حاصل کلام

ان حوالہ جات سے یہ بات اظہر من الشّمس ہو جاتی ہے کہ "مولود کعبہ" صرف حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، آپ کے علاوہ کعبہ میں کسی کی ولادت نہیں ہوئی۔ حضرت علی المرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو مولود کعبہ سمجھنا ایسا کمزور گمان ہے کہ جس کا کوئی ثبوت نہیں؛ درحقیقت آپ کی ولادت اپنے والد کے گھر شعب بنی ہاشم میں ہوئی، اور یہ وہی مکان تھا جسے مسلمان "مولد علی" کے نام سے یاد کرتے تھے؛ اور اس کے دروازے پر بھی مکتوب تھا: "هذا مولد امير المؤمنين علی بن ابی طالب" یعنی یہ حضرت امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت گاہ ہے۔ نیز اہل مکہ بھی اس کے "مولد علی" ہونے پر بلا اختلاف متفق تھے۔

آخری بات

لیکن اس گفتگو سے یہ بھی اخذ نہیں کرنا چاہئے کہ: حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل ہیں یا مولود کعبہ نہ ہونے کی وجہ سے مولی علی پاک کی شان و عظمت میں کوئی کمی واقع ہو جاتی ہے۔ کیونکہ: "آپ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے تو اس سے فزوں تر، فضائل و مناقب اس قدر ہیں کہ جن کا احصا ہی دشوار ہے"۔ جیسا کہ حضرت شیخ الاسلام سیدنا امام احمد رضا خاں روح اللہ

روحہ ونور ضریحہ فرماتے ہیں: واللہ العظیم اگر ہزار دفتر اس جناب (علی پاک) کے شرح فضائل میں لکھے جائیں یکے از ہزار تحریر میں نہ آئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے مواخات کی، علونسب وشرافت صہر میں سب سے برتری ملی، جہادسنانی ولشکرشکنی تھی کہ قوت الٰہی کا نمونہ، روئے انور کی تاب وتجلی تھی کہ عارض ایمان کا گلگونہ، تلوارتھی یا چہرۂ اسلام کی ڈھال اور بازو تھے کہ زورنبوی کی تمثال......الخ پھر فرماتے ہیں:

محبوب خدا

☆وہ کون تھا جسے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک لشکر میں بھیجا، جب وہ پیارا محبوب روانہ ہوا، محبت مصطفوی نے جوش فرمایا، حضور اقدس ﷺ نے دونوں ہاتھ بلند فرما کر دعا کی اللھم لاتمتنی حتیٰ ترینی علیا! الٰہی مجھے دنیا سے نہ اٹھانا جب تک علی کو نہ دیکھ لوں! ہاں وہ علی ہے محبوب خدا ومطلوب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

بالا منزلت

☆ہاں وہ کون ہے جسے معراج کے جانے والے، عرش پر قدم رکھنے والے نے حکم دیا: میرے کندھوں پر چڑھ کر سقف کعبہ سے بت گرادے! اور جب وہ بلند اختر چڑھا، اپنے کو ایسے مقام رفیع پر پایا کہ فرماتا ہے: "انہ لیخیل الی انی لو شئت لنت افق السمآء" مجھے خیال آتا تھا اگر چاہوں آسمان کا کنارہ چھولوں۔ ہاں وہ علی ہے بالا منزلت والا، کرم اللہ تعالیٰ وجھہ۔

خلیفہ امجد

☆ہاں وہ کون ہے جسے رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک میں ساتھ نہ لے گئے۔عرض کیا حضور مجھے عورتوں بچوں میں چھوڑے جاتے ہیں! ارشاد ہوا: کیا تو راضی نہیں تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ سے، مگر میرے بعد نبی نہیں۔ ہاں وہ علی ہے، برادر احمد، خلیفہ امجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حرزِ اسلام

☆ہاں وہ کون ہے کہ روز خیبر مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا: کل یہ نشان اسے دوں گا جس کے ہاتھ پر فتح ہوگی، خدا اور رسول اسے پیارے اور وہ خدا اور رسول کا پیارا۔ رات بھر لوگوں میں چرچا رہا دیکھئے کسے عطا ہو! صبح حضور نے اس فتح نصیب کو بلا کر نشان عطا کیا۔ ہاں وہ علی ہے، حرز اسلام و شیر ضرغام رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

آفتاب مکارم

☆ہاں وہ کون ہے کہ جب مصطفیٰ ﷺ نے اپنے اصحاب کرام سے مواخات کی وہ مصطفیٰ کا پیارا روتا آیا کہ مجھے کسی کا بھائی نہ بنایا! حضور نے ارشاد فرمایا: انت اخی فی الدنیا و الآخرۃ۔ تو تو میرا بھائی ہے دنیا و آخرت میں۔ ہاں وہ علی ہے آفتاب مکارم، ماہتاب بنی ہاشم رضی اللہ عنہ۔ پھر فرماتے ہیں:

یلک چند بمداحی او دل بستیم عمری قدم اشہب خامہ خستیم
دیدیم رضاؔ حوصلہ فرسا کارے ست کاغذ بدریدیم و قلم بشکستیم

ہم انکی تھوڑی سی تعریف کرنے پر پھولے نہیں سماتے حالاں کہ ہم تو انکے گھوڑے کے قدموں کی خاک کی تعریف بیان کرنے سے بھی قاصر ہیں۔بس اے رضا ہم نے دیکھ لیا کہ یہ حوصلہ فرسا کام ہے اسی لئے ہم نے کاغذ پھاڑ دیا اور قلم توڑ دیا ﴿مطلع القمرین فی ابانة سبقة العمرین،تبصرہ سابعہ،ص 57،91،92،95،93،106،مکتبہ بہار شریعت لاہور،اشاعت اول جمادی الاخری 1431ھ﴾ آخر میں دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہمیں سیدنا علی المرتضیٰ سمیت تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی افراط سے پاک،دوامی محبت نصیب فرمائے اوران ذوات قدسیاں کی طرف بے ثبوت باتیں منسوب کرنے سے بچائے۔آمین ثم آمین!

سلام

مرتضیٰ شیر حق اَشجع الاشجعین ساقی شیر وشربت پہ لاکھوں سلام

اصل نسل صفا وجہ وصل خدا باب فضل ولایت پہ لاکھوں سلام

اوّلیں دافع اہل رفض وخروج چارمی رکن ملت پہ لاکھوں سلام

شیر شمشیر زن شاہ خیبر شکن پرتو دست قدرت پہ لاکھوں سلام

ماحی رفض وتفضیل ونصب وخروج حامی دین وسنت پہ لاکھوں سلام

☆ ...... ☆ ...... ☆

مآخِذ و مراجع

نمبر شمار	کتاب
1	جامع ترمذی
2	صحیح مسلم
3	سنن ابن ماجه
4	مسند حمیدی
5	مسند احمد
6	مسند ابو یعلیٰ
7	فضائل الصحابة لاحمد بن حنبل
8	السنة لابن ابی عاصم
9	السنة لا بی بکربن خلال
10	اعتلال القلوب
11	تحفه اثنا عشريه
12	السنة لعبدالله بن احمدبن حنبل
13	المؤتلف والمختلف للدارقطنی
14	الاعتقاد والهداية الیٰ سبيل الرشاد
15	الكفايه فی علم الروايه

نمبر شمار	کتاب
16	الاستیعاب
17	مختصر تاریخ دمشق
18	الریاض النضرہ
19	الصواعق المحرقه
20	فتاویٰ رضویه
21	مطلع القمرین
22	مسند عمر رضی الله عنه
23	المحبر
24	المنمق فی اخبارقریش
25	اخبار مکه
26	جمهره نسب قریش
27	انساب الاشراف
28	تاریخ الصحابه
29	مشاهیرعلماء الامصار
30	غریب الحدیث
31	ثمار القلوب
32	معرفة الصحابه

نمبر شمار	کتاب
33	الانساب
34	تاریخ دمشق
35	المنتظم
36	جامع الاصول
37	اسدالغابه
38	مقدمه ابن الصلاح
39	لسان العرب
40	تهذیب الکمال
41	تاریخ اسلام
42	سیراعلام النبلا
43	الوافی بالوفیات
44	المقنع فی علوم الحدیث
45	شرح الفیةالعراقی
46	البدایه و النهایه
47	الوفیات
48	الاصابه
49	تهذیب التهذیب

نمبر شمار	کتاب
50	الوقوف علی الموقوف
51	عمدة القاری
52	النجوم الزاهرة
53	تدریب الراوی
54	ریح النسرین
55	خلاصه تذهیب
56	تاریخ الخمیس
57	فیض القدیر
58	تاج العروس
59	ناسخ التواریخ
60	جمهرةالنسب
61	میزان الاعتدال
62	لسان المیزان
63	تنقیح المقال
64	تهذیب الاسماء واللغات
65	المجالس الوعظیه
66	دلیل الفالحین

نمبر شمار	کتاب
67	نسيم الرياض
68	تاريخ الحرمين
69	الوسيط فى علوم ومصطلح الحديث
70	صحابه كى تابناك زندگياں
71	شرح نهج البلاغه
72	تاريخ مكة المشرفه
73	سيرت حلبيه
74	سيرت سيدنا على المرتضىٰ كرم الله وجهه
75	مدارج النبوت ۔
76	سفينة الاوليا
77	شواهدالنبوت
78	شرح بدائع منظوم
79	مقالات سيرت طيبه
80	تلخيص مستدرك
81	شرح شفا
82	ازالةالخفا
83	مستدرك حاكم

نمبر شمار	کتاب
84	شبهات وردود
85	فتح المغيث
86	التقريب و التيسير
87	الباعث الحثيث
88	الشذالفياح
89	المقنع فى علوم الحديث
90	توضيح الافكار
91	التقيد والايضاح
92	شرح صحيح مسلم
93	الكنىٰ والالقاب
94	الذريعه الىٰ تصانيف الشيعه
95	مروج الذهب
96	العواصم من القواصم
97	منتخب التواريخ
98	طبقات الشافعيه
99	اعيان الشيعه
100	نزهة المجالس

نمبر شمار	کتاب
101	کشف الظنون
102	المنہاج شرح مسلم
103	الروض الانف
104	سبل الہدیٰ والرشاد
105	نہایة الایجاز
106	تاریخ خلیفه بن خیاط
107	العقد الفرید
108	المعالم الاثیرہ
109	حج اورعمرہ
110	معلم الحجاج
111	رحلة ابن جبیر
112	تاج المفرق
113	المواعظ و الاعتبار
114	نہر الذہب
115	مراة الحرمین
116	شفاء الغرام
117	بہار شریعت

نمبر شمار	کتاب
118	تاریخ نجد و حجاز
119	سفرنامے
120	خلاصة الکلام
121	انوارالحدیث
122	تبرکات خلفاء راشدین

☆ یہ فہرست حوالہ جات کی ترتیب کے مطابق ہے؛ یعنی متن میں جس کتاب کا حوالہ پہلے دیا ہے فہرست میں اسی کا نام پہلے لکھا ہے۔ ☆ ایک کتاب کی عبارات کے بار بار آنے کی وجہ سے کتاب کا نام دوبارہ نہیں لکھا۔ ☆ یہاں صرف کتب کے مختصر یا مشہور نام لکھے ہیں؛ مکمل نام اور مطابع وغیرہ کی معلومات کے لیے متن کی طرف رجوع کریں!

☆ ...... ☆ ...... ☆

تقاریظ

☆.................☆
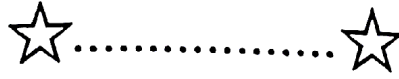
علامہ مولانا شیخ الحدیث مفتی محمد حنیف خاں رضوی دام بالفیض الباطنی والظاہری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تعالیٰ کے آخری رسول سید عالم ﷺ کی حدیث پاک:

"مثل أهل بيتي مثل سفينة نوح من ركبها نجا ومن تخلف عنها غرق" ﴿المعجم الاوسط للطبرانی، من اسمه محمد، ج 5، ص354، رقم5536، ج6، ص85، رقم5870۔ الشريعة للآجرى، باب ذكر امر النبى صلى الله عليه وسلم......، ج 5، ص2215، رقم1701۔ الكنىٰ والاسماء للدولابى، ابوطفيل عامر رضى الله عنه، ج 1، ص232، رقم419۔ مسند البزار المنشور باسم البحر الزخار، سعيد بن مسيب......، ج 9، ص343، رقم3900، ج11، ص329، رقم 5142۔ فضائل الصحابة لاحمد بن حنبل، فضائل الحسن والحسين رضى الله عنهما، ج2، ص785، رقم1402﴾ کے مطابق روز اول ہی سے اہل سنت و جماعت کے قلوب واذہان میں جس طرح اہل بیت نبوت کی سچی محبت وعقیدت راسخ ہے، اسی طرح صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے فضائل ومناقب اوران کی قرار واقعی حیثیت سے بھی اہل سنت بخوبی واقف بلکہ قرآن وحدیث کی روشنی میں ان کے ممتاز مناصب ومراتب کے علم بردار رہے ہیں۔ یہی وسط طریق ہے اوراسی کو درمیانی امت کا طرۂ امتیاز سمجھا جاتا رہا ہے؛ اہل بیت نے بھی یہی تعلیم دی اور صحابہ کرام نے بھی

اسی کو اپنایا۔عہد نبوی کے بعد امت مسلمہ کے درمیان کچھ ایسی جماعتیں نمودار ہوئیں جنہوں نے افراط وتفریط کے ذریعہ اسلام کی سچی تصویر کو مسخ کرنے کی ناپاک کوشش کی،انہیں میں ایک گروہ ایسا بھی رونما ہوا جس نے اہل بیت نبوت کی محبت کا دعویٰ کرکے ان کی تعلیمات کو بھلا دیا؛اس جماعت کو''رافضی'' کہا جاتا ہے۔چونکہ اہل سنت بھی اہل بیت نبوت سے محبت وعقیدت رکھتے ہیں اس لیے دونوں جماعتوں کے درمیان بظاہر محبت اہل بیت مشترک ٹھہری،جس کا نتیجہ بعض اوقات یہ سامنے آیا کہ روافض کی بہت سی روایات اہل سنت کے یہاں رواج پا گئیں؛اب محققین کے لیے یہ ایک نیا موضوع اٹھ کھڑا ہوا جس پر علماء اہل سنت نے اپنی پوری توانائیاں صرف کیں اور حق تحقیق ادا کیا۔انہیں روایات میں سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ:

''امیر المؤمنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم مولود کعبہ ہیں''۔زیر مطالعہ کتاب، ''مولود کعبہ کون؟''مؤلفہ فاضل جلیل حضرت مولانا محمد لقمان صاحب زید مجدہ اسی پس منظر میں لکھی گئی ایک تحقیقی دستاویز ہے،جس کی روشنی میں یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ اب تک کسی صحیح روایت سے ثابت نہ ہوسکا کہ امیر المؤمنین حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی ولادت کعبہ کے اندر ہوئی۔اس لیے اہل سنت پر لازم ہے کہ روافض کی رو میں نہ بہہ کر شیعی روایات سے پرہیز کریں اور اپنے انہیں معمولات پر کاربند رہیں جن کی تعلیم دور صحابہ سے عصر حاضر تک ہمارے اسلاف کرام دیتے آئے!مولیٰ تعالیٰ مصنف کتاب فاضل جلیل حضرت مولانا محمد لقمان صاحب زید معالیہم کی سعی جمیل کو شرف قبولیت سے مشرف فرمائے اور اہل سنت کی اصلاح کا

ذریعہ بنائے۔آمین بجاہ النبی الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم!

محمد حنیف خاں رضوی

صدر المدرسین جامعہ نوریہ بریلی شریف (ہند)

O......O......O......O

علامہ مولانا شیخ الحدیث مفتی غلام رسول قاسمی لازال محظوظا بامداد الہادی

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدالانبیاء والمرسلین وعلیٰ الہ واصحابہ اجمعین۔امابعد:

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اللہ کریم جل شانہ نے ایسی شان سے نوازا ہے کہ آپ کا مقام ومرتبہ مزید کسی موضوع روایت اور من گھڑت منقبت کے سہارے کا محتاج نہیں؛ ایسی حرکت ایک صریح ظلم اور غلو ہے۔اس سے بھی بڑا ظلم یہ ہے کہ دیگر صحابہ کے خصائص اور مناقب بھی سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے کھاتے میں ڈال دیے جائیں؛ اور اس سے بھی بڑھ کر ظلم یہ ہے کہ اگر کوئی شخص محبوب کریم ﷺ کی حدیث یا کوئی دوسری صحیح روایت پڑھ کر سنا دے جس میں تصریح ہو کہ یہ سیدنا علی المرتضیٰ کی خصوصیت نہیں بلکہ فلاں صحابی کی خصوصیت ہے، یا فلاں صحابی کو بھی یہی اعزاز حاصل ہے، تو جواباً اسے بغض علی پر محمول کیا جائے۔''روافض کے ہاں بغض علی کی یہی تعریف بن کر رہ گئی ہے''۔

بات بالکل واضح ہو رہی ہے کہ بغض کی یہ تعریف گھڑنے والے بلاشبہ رافضی

ہیں اوران کا یہ اعتراض دراصل نبی کریم ﷺ پر جارہا ہے جنہوں نے ایسی احادیث ارشاد فرمائی ہیں، اوران کا یہ اعتراض ان علماء ومحدثین پر جارہا ہے جنہوں نے ایسی روایات کونقل کردیا ہے۔ پہاڑ کی طرح مضبوط دلائل کے سامنے یہ لوگ دانت پیستے رہ جاتے ہیں اور نبی کریم ﷺ اور پوری امت کو اپنا مجرم کہنے کی جرأت نہیں کرپاتے تو آسان راستہ یہ نکالتے ہیں کہ اپنے معاصر اہلسنت کو اپنی بداخلاقی کا نشانہ بناتے ہیں جن کا جرم صرف اتنا ہے کہ انہوں نے وہ صحیح ترین روایات ان کے سامنے رکھ دی ہیں۔ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ''مولود کعبہ'' کا موضوع ہے۔ دوتین سال سے سنی نما روافض نے بعض مقامات پر ''جشن مولود کعبہ'' کا اہتمام کیا جو پہلے کبھی نہیں ہوتا تھا؛ تو لامحالہ اہل سنت کو اس چھیڑ خانی اور روافض پروری کا نوٹس لینا پڑا۔ نوجوان فاضل حضرت علامہ محمد لقمان صاحب دامت برکاتہم نے تحریری طور پر اس موضوع پر نہایت سنجیدہ قدم اٹھایا ہے، اللہ کریم اس خوب صورت کاوش پر انہیں جزائے جزیل عطا فرمائے۔ آمین!

فقیر نے اس کتاب کا بالاستیعاب مطالعہ کیا ہے اور مضبوط دلائل سے مزین پایا ہے۔ آپ اس کتاب میں دلائل سے پڑھیں گے کہ: کعبہ شریف میں پیدا ہونا سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کا خاصہ ہے، سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مولود کعبہ سمجھنا شیعہ کا عقیدہ ہے، سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ شعب بنی ہاشم میں پیدا ہوئے، آپ کی جائے ولادت کو وہابیوں نے شہید کردیا ہے؛ ان میں سے ایک ایک جملہ بولتی ہوئی حقیقت ہے۔ اگر کسی ایک آدھ عالم نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

کومولودِ کعبہ لکھ ہی دیا ہوتو اسے ان کے تسامح اور عدم توجہ پر محمول کرنا چاہیے۔الفتویٰ بالقول المرجوح جھل وخرق للاجماع۔ھذاماعندالفقیروالعلم عنداللہ تعالیٰ ورسولہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم!

فقیر غلام رسول قاسمی

۱۲جمادی الاول ۱۴۳۲ھ بتاریخ 16اپریل 2011ء

بشیر کالونی سرگودھا

O......O......O......O

حضرت علامہ مولانا شیخ الحدیث محمد صدیق ہزاروی نصرہ اللہ بالفضل الحاوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام اور اہلبیت اطہار رضی اللہ عنہم کے من حیث الجماعۃ فضائل ومناقب قرآن وحدیث میں واضح طور پر بیان ہوئے، پھرانفرادی فضائل کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مبارکہ کتب احادیث میں موجود ہیں۔شیر خدا، حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے انفرادی فضائل اور آپ کی خاندانی نسبت یہی نہیں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نہایت پیاری صاحبزادی حضرت خاتون جنت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی نسبت سے آپ کا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا داماد ہونا، آپ کی عظمت کو چار چاند لگاتا ہے اور اہلسنت وجماعت آپ کی اس شان کو دل وجان سے تسلیم کرتے ہیں جس طرح دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت کو صمیم

قلب سے قبول کرتے ہیں۔لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ اہل تشیع حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی عظمت وشان کو بیان کرتے ہوئے دیگر صحابہ کرام کے خلاف خبث باطنی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔حضرت شیر خدا رضی اللہ عنہ کے مولود کعبہ ہونے کو اسی پس منظر میں دیکھا جاتا ہے اور اس بات کو دیگر صحابہ کرام کی ہتک شان میں استعمال کیا جاتا ہے جو نہایت درجہ بھونڈی ہی نہیں منافقانہ حرکت ہے۔ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اگر حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ مولود کعبہ ہو سکتے ہیں تو حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کا مولود کعبہ ہونا کوئی تعجب خیز بات نہیں ہے؛ لیکن حضرت علامہ مولانا محمد لقمان علیہ برکات المنان نے دلائل قاہرہ کی روشنی میں ثابت کیا کہ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی ولادت مبارکہ شعب بنی ہاشم میں ہوئی ہے،اور اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے ان اکابر علماء اہلسنت کے موقف کا مدلل جواب بھی دیا ہے جنہوں نے اپنی کتب میں حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کو مولود کعبہ قرار دیا ہے۔

اختلاف کی شاہراہ ہمیشہ کشادہ رہی ہے اور اس موضوع پر بھی اختلاف ہو سکتا ہے، لیکن اب شاید اس شاہراہ پر چلنا آسان نہیں ہوگا؛ کیونکہ اب محض عقیدت کی بنیاد پر نہیں دلائل کے انبار سے گزر کر کوئی شخص اپنی فکر تک رسائی حاصل کرنے پر مجبور ہوگا۔

ہم حضرت علامہ مولانا محمد لقمان زیدہ مجدہ کی اس کاوش پر انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہیں اور تمام مکاتب فکر کی خدمت میں گزارش کرتے ہیں کہ صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کو نسبت رسول ﷺ کے حوالے سے دیکھیں تا کہ بغض صحابہ اور بغض اہل بیت کی باعث لعنت بیماری سے محفوظ رہ سکیں۔اہل سنت کے ان احباب

سے بھی گزارش ہے "جو اولاد علی رضی اللہ عنہ کہلاتے ہوئے بعض صحابہ کرام سے بغض کے جراثیم اپنے قلوب واذہان میں پال رہے ہیں" کہ وہ اپنی عاقبت کو پیش نظر رکھیں اور تعلیمات رسول کو حرز جان بنائیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے محبوب کے تمام جانثاروں کی عزت وتوقیر اوران سے محبت کی توفیق عطا فرمائے۔آمین بجاہ نبیہ الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم!

محمد صدیق ہزاروی

استاذ الحدیث جامعہ ہجویریہ

دربار عالیہ حضرت داتا گنج بخش لاہور

وممبر اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان

22ربیع الثانی 1423ھ

28مارچ 2011ء

بروز سوموار

O......O......O......O

حضرت علامہ مولانا مفتی حافظ محمد انصر القادری حفظہ اللہ تعالیٰ عن کل ما یعی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت امام لاولیاء ومرجع العرفاء، امیر المؤمنین ومولی المسلمین، اسداللہ الغالب امام المشارق والمغارب، فاتح خیبر، داماد مصطفیٰ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم ورضی اللہ تعالیٰ عنہ ان مشاہیر اسلام میں سے ہیں جن کے بارے میں دو طرح کی رائے رکھنے والے افراد پائے جاتے ہیں۔بعض افراط کا شکار ہیں اور بعض تفریط کا شکار ہیں؛ بعض لوگ ان کی

شان میں کمی کرتے ہیں اور بعض زیادتی کے مرتکب ہوتے ہیں۔اللہ رب العزت نے سواد اعظم اہلسنت و جماعت کو یہ توفیق عطا فرمائی ہے کہ دیگر تمام نظریات کی طرح اس نظریے میں بھی صراط مستقیم پر گامزن ہیں اور ہلاکت سے مامون و محفوظ ہیں۔جامع ترمذی میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لا یحب علیاً منافق ولا یبغضہ مؤمن ۔مراد یہ کہ منافق علی رضی اللہ عنہ سے محبت نہیں کرسکتا اور مؤمن ان سے بغض نہیں رکھ سکتا۔اور جامع ترمذی میں ہی عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ان علیا منی وانا منه ۔علی مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔ مسند احمد بن حنبل میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: من سب علیاً فقد سبنی ۔جس نے علی کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی۔

نبی اکرم ﷺ کے پیار کا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے ساتھ اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ: ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول ﷺ نے دشمنان اسلام کی سرکوبی کے لئے ایک لشکر بھیجا جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تھے۔تو نبی اکرم ﷺ نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی: اللھم لا تمتنی حتیٰ ترینی علیاً! اے اللہ مجھے اس وقت تک نہ اٹھانا جب تک کہ میں علی رضی اللہ عنہ کو نہ دیکھ لوں! اس بابت ذخیرۂ احادیث اس قدر ہے کہ احصاء وشمار سے باہر محسوس ہوتا ہے۔اب کون سا صحیح العقیدہ مسلمان ہے جو حضرت سے محبت نہ کرے اور ان سے بغض رکھ کر اپنے آپ کو گمراہی اور جہنم کے راستے پر لائے؟ ہرگز نہیں حاشا وکلا ہر صاحب ایمان یہ چاہتا ہے کہ ان سے محبت نصیب ہو، ان کے قدموں کو چھونے والی خاک ہماری آنکھوں کا سرمہ ہو! ان کے راستے کا گرد و غبار ہمارے چہروں کا غازہ ہو جائے تو یہ ہماری مغفرت و بخشش کا سامان ہوگا۔

دنیا میں اس کی مثال شاید ہی کہیں مل سکے۔ سیکڑوں ایسے من گھڑت مسائل ہیں جو عوام الناس کے قلوب واذہان میں اس طرح راسخ ہیں کہ اگر ان کے سامنے حقیقت بیان کی جائے تو بھی ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ اور وہ مسائل ایسے ہیں جن کا کسی مستند کتاب میں ذکر تک نہیں ملتا؛ اگر کسی کتاب میں ملتا ہے تو اس کا تعلق اسرائیلیات سے ہوتا ہے۔ ''مولود کعبہ'' کی ایک من گھڑت روایت جو کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق مشہور ہے، اس کی اصل کیا ہے؟ اس کے متعلق موصوف کافی محنت ومشقت اور کتب بینی کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے کہ اس روایت کی کوئی اصل نہیں۔ اللہ تعالیٰ موصوف کے علم وعمل میں برکتیں عطا فرمائے اور ان کی کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، عوام اور علما کو اس سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور حق کو سن کر اسے قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ!
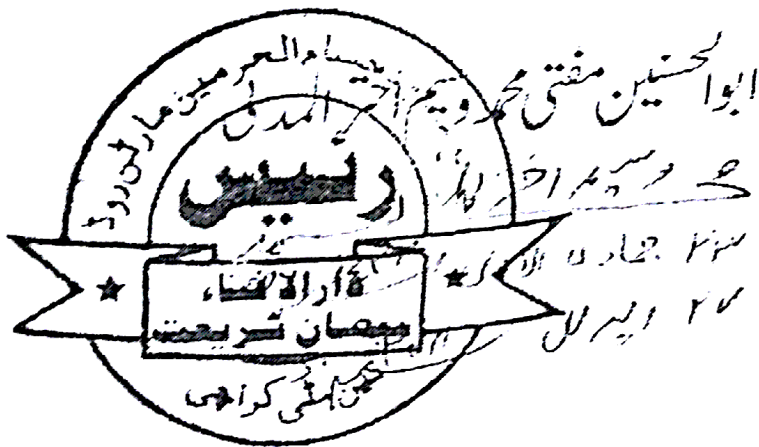
استاذ تخصص فی الفقہ دار العلوم نعیمیہ کراچی

O......O......O......O

مناظر اسلام حضرت مولانا کاشف اقبال مدنی رضوی حفظہ من شر کل حاسد و شانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم۔امابعد:

حق مذہب اور جنتی گروہ صرف اور صرف اہلسنت و جماعت ہے اس کے سواسب فرقے ناری ہیں۔مخالفین اہلسنت میں دیابنہ ووہابیہ انبیاء کرام اہل بیت عظام اور اولیاء کرام کے گستاخ ہیں اور شیعہ حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان کے گستاخ ہیں۔''مسلک اہل سنت افراط وتفریط سے پاک مسلک اعتدال ہے''۔اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام الشاہ احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کیا خوب فرماتے ہیں:

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور......نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ سے شیعہ اپنی وابستگی کا اظہار کرتے ہیں، حالانکہ سرکار مولائے کائنات رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔اصولی طور پر اہلسنت و جماعت حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کے متبع ہو کر تو افضل البشر بعد الانبیاء با لتحقیق، حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کو مانتے ہیں؛ اور اس سے حضرت علی المرتضیٰ کے فضائل کا انکار نہیں ہوتا۔آپ کے بے شمار فضائل وکمالات کتاب وسنت کی بے شمار نصوص سے ثابت ہیں تو بے سند و ثبوت چیزوں سے فضائل علی المرتضیٰ بیان کرنے کی کیا ضرورت ہے۔عزیز محترم حضرت مولانا محمد لقمان زیدہ مجدہ کی زیر نظر کتاب میں انہوں نے ایک ایسی ہی روایت کی تحقیق کی ہے اور تحقیق کے ساتھ متانت اور سنجیدگی کا دامن کہیں نہیں چھوڑا؛ بعض کم فہم تو نفس مسئلہ کے ساتھ غلو کرتے ہوئے بے جا سوقیانہ زبان استعمال

کرتے ہیں، حالانکہ یہ چیز اہل علم سے بعید ہے۔ مولیٰ کریم حبیب کریم ﷺ کے وسیلہء جلیلہ سے عزیز موصوف کی اس سعی محمود کو قبول فرمائے اور مزید خدمت دین متین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ و التسلیم!

محمد کاشف اقبال مدنی رضوی

خادم دارالافتاء جامعہ غوثیہ رضویہ مظہر اسلام سمندری، فیصل آباد

O......O......O......O

حضرت مولانا قاری ابو عبداللہ محمد سلیم نقشبندی لازال محفوظا بامداد الہادی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ وحدہ والصلوٰۃ و السلام علیٰ من لا نبی بعدہ۔اما بعد:

بندۂ ناچیز کی عرصہ دراز سے یہ خواہش تھی کہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ''مولود کعبہ'' ہونے کے موضوع پر ایک مفصل اور علمی و تحقیقی تالیف ہونی چاہئے؛ اس بابت استاذی وشیخی، کنزی وذخری، لیومی وغدی، الحاج، علامہ ابوالرّضا مقبول احمد رضوی جلالی اطال اللہ عمرہ ونفعنا ببرکاتہ فی الدنیا والآخرۃ کی خدمت عالیہ میں عرض بھی کی؛ آپ نے حامی تو بھر لی لیکن علالت طبع کی وجہ سے یہ کام نہ ہوسکا۔ یہ سعادت چونکہ میرے استاذ بھائی مؤلف کتاب ھذا دامت برکاتہم کو ملنی تھی، اس لیے قبلہ استاذ گرامی نے انہیں اس مسئلہ پر لکھنے کے لیے حکم فرمایا جس پر لبیک کہتے ہوئے آپ کمر بستہ ہوگئے۔ اللہ ورسول کی تائید اور استاذ محترم کی دعاؤں

سے اب اس موضوع پر ایک ایسی تحریر آپ کے سامنے ہے جس میں موضوع سے متعلقہ تمام ابحاث کا احاطہ کیا گیا ہے؛ شاید اس موضوع پر ایسی مفصل و باحوالہ تحقیقی کتاب قبل ازیں آپ کی نظر سے نہ گزری ہو۔ بحمداللہ تعالیٰ میں نے اس تالیف کے مسودہ کا حرف بحرف بنظر عمیق مطالعہ کیا ہے اور اسے اپنے موضوع پر فریدہ پایا ہے۔ اس کے متعلق میرے تأثرات اس قدر تشکر آمیز ہیں کہ انہیں لفظوں میں بیان نہیں جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ حضرت مؤلف کو اپنی جناب سے بہتر بدل عطا فرمائے! کتاب ہذا میں اگرچہ ہر پہلو پر علمی و تحقیقی گفتگو ہو چکی ہے مزید حاجت نہیں۔ لیکن میں یہاں قارئین کی خدمت میں صرف ایک عرض کرنا چاہتا ہوں کہ: کتاب ہذا میں بزرگوں کی جو ایسی عبارات ہیں جن میں سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کعبہ میں پیدائش کو ضعیف کہا گیا ہے۔ ''یہ وہ ضعیف نہیں جو فضائل میں مقبول ہوتا ہے''۔ کیونکہ فضائل میں صرف وہ ضعیف روایتیں قابل قبول ہوتی ہیں جو کسی صحیح روایت کے مخالف و معارض نہ ہوں۔ جب کہ یہ وہ قول ہے جس کے مخالف صحیح وصریح اور اس سے قوی اقوال موجود ہیں؛ اور قاعدہ یہ ہے کہ: قوی کے مقابلے میں آنے والی ضعیف کا اعتبار نہیں کیا جاتا۔ ﴿اصول سرخسی۔ مبسوط۔ نزھۃ النظر و فتاوی رضویہ وغیرہ﴾ اس بات کی وضاحت اس لیے ضروری تھی کہ ''علماء کرام نہیں''، بعض سطحی قسم کے لوگ کسی شبہ میں مبتلا نہ ہوں۔ نیز یہاں ضعیف سے مراد، کچھ لوگوں کے ایسے کمزور اقوال ہیں جو اقوال صحیحہ، معتمدہ اور شواہد کے بھی خلاف ہیں؛ اس لیے انہیں مقبول ضعیف پر قیاس کرنا ضعف علم و عقل کے سوا کچھ نہیں۔ اس ضمن میں دیگر کئی اصولی بحثیں بھی

ہیں جن کا یہ مضمون متحمل نہیں، بس ممیّز و منصف کے لیے یہی کافی ہے۔

والله یهدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم۔

آخر میں تمام مسلمانوں سے گزارش کرتا ہوں کہ اس عظیم کتاب کا خود بھی مطالعہ کریں، دوسروں کو بھی ترغیب دیں اور صاحب حیثیت زیادہ سے زیادہ خرید کر تقسیم کریں۔

خاکپائے حافظ الحدیث نور اللہ مرقدہ
ابوعبداللہ محمد سلیم نقشبندی مجددی جلالی
امام وخطیب جامع مسجد غوثیہ شادیوال

O......O......O......O

حضرت مولانا صاحبزادہ ڈاکٹر محمد احمد رضا قادری دام بالعیش الھنی الغدی الطری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرمی و محترمی حضرت قاری محمد لقمان صاحب دامت برکاتہم العالیہ قبلہ والد مکرم و معظم استاذ العلما حضرت مولانا حافظ محمد یوسف قادری علیہ الرحمہ کے تلمیذ رشید بھی ہیں؛ حضرت کو سالہا قبلہ والد مکرم کی صحبت میسر رہی ہے۔ آپ بے پناہ صلاحیتوں سے مالا مال ہیں؛ تحقیق و تدقیق کا جذبہ زمانہ طالب علمی سے ہی موجود ہے۔ زیر نظر تالیف آپ کی عظیم تحقیقی کاوش ہے، اس میں گویا'' دریا کو کوزے میں بند کر دیا گیا ہے''۔ اللہ تعالیٰ ان کی مساعی جلیلہ کو قبول فرمائے اور آئندہ بھی تشنگان علم کی خدمت اور عوام و خواص اہلسنت کی راہ نمائی کا فریضہ سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

خیر اندیش

محمد احمد رضا قادری

فاضل درس نظامی الشہادۃ العالمیہ فی العلوم الاسلامیہ تنظیم المدارس،

فاضل عربی، ایم۔ اے عربی، ایل۔ ایل۔ بی، فاضل طب والجراح

O……O……O……O

حضرت مولانا مفتی محمد حسان رضا مدنی عطاری تجلی اللہ تعالیٰ علیہ بنای الغفاری

مفتی، دارالافتا کنزالایمان (دعوتِ اسلامی) گرومندر کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صدرالشریعہ، بدرالطریقہ، حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عبارت سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جائے ولادت کعبۃ اللہ شریف نہیں؛ اس کے علاوہ کتاب میں جو دیگر حوالہ جات دیئے گئے ہیں وہ بھی اس عبارت کے مؤید ہیں، لہٰذا جو کتاب ہذا میں موقف اختیار کیا گیا ہے میں اس کی تائید کرتا ہوں۔

محمد حسان رضا عطاری

O......O......O......O

حضرت مولانا مفتی حافظ محمد اسماعیل قادری نورانی حفظہ من شر کل حاسد و شانی

میں نے کتاب ہذا کے مسودہ کو بالاستیعاب (اول تا آخر) بغور پڑھا ہے؛ ماشاء اللہ مصنف نے بڑی عرق ریزی سے مرتب کیا ہے۔ اس میں جو موقف اختیار کیا گیا ہے یہی صحیح ہے؛ میں اسکی مکمل تائید کرتا ہوں۔

محمد اسماعیل قادری، نورانی

جامعہ انوار القرآن مدنی مسجد گلشن اقبال، کراچی

علماء کرام ومفتیان عظام

سے مؤدبانہ التماس ہے کہ کتاب ہذا کے مطالعہ کے بعد آپ کی جو بھی رائے ہو ہمیں اس سے ضرور آگاہ فرمائیں! ہم آپ کے بے حد ممنون ہوں گے۔ نیز قارئین بھی اپنے قیمتی مشوروں سے مستفید فرمائیں ان شاء اللہ تعالی مبنی بر خیر آرا کا احترام کیا جائے گا۔

برائے رابطہ:

دار التحقیق جامعہ محمدیہ فاروقیہ رضویہ، شادیوال، ڈسٹرکٹ گجرات (پاکستان)

Mob: 03006235167

Email: qariluqman786@gmail.com

یہ کتاب
یہ کتاب ایک انتہائی اہم موضوع پر مدلل و مفصل طریقہ سے لکھی گئی ہے۔ اس میں ذکر کردہ جزئیات باحوالہ ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ منصف مزاج اسے پڑھ کر متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکے گا۔
(رئیس المحققین علامہ جمیل احمد رضوی)
کتاب "مولود کعبہ کون؟" مؤلفہ فاضل جلیل، حضرت مولانا محمد لقمان صاحب زید مجدہ ایک تحقیقی دستاویز ہے۔ مولیٰ تعالیٰ اس سعی جمیل کو شرف قبولیت سے مشرف فرمائے اور اہلسنت کی اصلاح کا ذریعہ بنائے۔
(شیخ الحدیث مفتی محمد حنیف قمر رضوی)
فقیر نے اس سے قبل اس موضوع پر اس جیسی تحقیقی و مفصل تحریر نہیں دیکھی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ یہ اہل سنت کے لئے بے حد مفید ثابت ہوگی۔
(شیخ الحدیث مفتی غلام رسول قاسمی)
ناشر
دار التحقیق جامعہ محمد فاروقیہ رضویہ
شادیوال، گجرات